تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

رمضان اور روزہ

اللہ تعالیٰ نے روزے رمضان میں فرض کئے ہیں اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان دو برکتوں اور سعادتوں کا اجتماع بڑی حکمت اور اہمیت کا حامل ہے، اور اس کے سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور گم کردہ راہ انسانیت کو ''صبح صادق'' نصیب ہوئی، اس لئے یہ عین مناسب تھا کہ جس طرح طلوع صبح صادق روزہ کے آغاز کے ساتھ مربوط کردی گئی ہے، اسی طرح اس مہینہ کو بھی جس میں ایک طویل اور تاریک رات کے بعد پوری انسانیت کی صبح ہوئی پورے مہینہ کے روزے کے ساتھ مخصوص کردیا جائے خاص طور پر اس وقت جب کہ اپنی رحمت وبرکت، روحانیت اور نسبت باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل تھا اور بجا طور پر اس کا مستحق تھا کہ اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کیا جائے۔

روزہ اور قرآن کے درمیان، بہت گہرا تعلق اور خصوصی مناسبت ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی علاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سالانہ زرتعاون -/250

۲۵ر جولائی ۲۰۱۱ء

فی شمارہ -/12 ₹

Postal Regd. No. LW/NP/63/2009TO2011
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 48 Issue No.19-20

Fortnightly
TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

10-25 August , 2011

TM Almas Lucknowi Libas

Classic Chikan Garments

اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
لکھنؤ چکن ملبوسات کا قابل اعتماد نام
الماس

ہر موسم کے لئے زنانہ، مردانہ اور چکن کارمنٹس کا شاندار ذخیرہ

House of Chikan Garments, Designer's Collection,
Ladies Tops & Kurtis, Unstitched Dress Materials,
Shawls Pashmina Scarfs, Saris, Kurtas, Sherwani,
Girls & Boys Dresses.

ALMAS COTTAGE INDUSTRIES
Manufacturers, Exporters, Whole Sellers & Retailer's
SHOWROOM: Regency Awadh Bldg., Chowk, Gol Darwaza, Opp. Lohiya Park, Lucknow - 226003 U.P. (INDIA)
Tel.: 0522-4025367, 3235335 Email: almaslucknowilibas@gmail.com
FACTORY: ALMAS HOUSE, Plot No. 140-143, New Friends Colony, Sector-6, Janki Puram Ext., Lucknow - 226024 INDIA

Quba Awning
Demo Tent And Awning
DEMOTENT
ایم۔ کے۔ ملک
قبا اوننگ
مینوفیکچررس
ٹیررس اوننگ - ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ - لان اوننگ - ڈیموٹینٹ
چندراول (نزد سی آر پی ایف سینٹر) سروجنی نگر، لکھنؤ
Chandrawal (Near C.R.P.F. Group Center) Sarojni Nagar, Lucknow
Tel : (W)0522-2817580 - (W)0522-2817759 - 0522-3211701
Mob.: 9335236026 - 9839095795 - E-mail: qubaawningup@yahoo.com

لکھنؤ کے قدیم مشہور ومعروف صندل سے تیار کردہ
خوشبودار عطریات
روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر،
فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب،
عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
ایک مرتبہ تجربہ فرما کر خدمت کا موقع دیں
اظہار سن پرفیومرس
IZHARSON PERFUMERS
H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Editor *Shamsul Haq Nadwi*, Printed & Published by *Athar Husain*
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

Designed By : Saleh Mahmood, Lko. Mobile : 8553594637 - 8887976740

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۴۸

۲۵ر جولائی ۲۰۱۱ء مطابق ۲۲ر شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

شمارہ نمبر ۱۸

اِس شمارے مین

شعروادب

روزہ داروں پر ترا یہ کس قدر احسان ہے — محمد وسلامۃ اللہ تسنیم — ۲

اداریہ

رحمتوں کی بارش کا موسم — شمس الحق ندوی — ۳

پیام رمضان

ماہ مبارک کا مبارک پیغام — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۵

ماہ مبارک

رمضان المبارک - برکات وثمرات — مولانا محمد اویس ندوی — ۱۰

فکر معاصر

ثقافتی پروگرام اسلامی تصور کے تناظر میں — مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی — ۱۳

رسید کتب

تعارف وتبصرہ — مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری — ۱۸

تحفۂ رمضان

اعتکاف - مجموعۂ عبادات وکمالات — خالد فیصل ندوی — ۱۹

فقہ و فتاوی

سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۲۱

حیات جاودان

دنیا وآخرت — شاہنواز فاروقی — ۲۲

اصلاح حال

ارباب سلطنت وحکومت کے نام — قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ — ۲۵

روداد سفر

بغیر تعلیم کے آدمی مزدور اور خادم ——— محمود حسن حسنی ندوی — ۲۷

اطلاع

اہل خیر حضرات کی خدمت میں ——— — ۳۰

اپیل

اہل خیر حضرات سے اپیل ——— — ۳۲

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی

(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

◆ مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی ◆ مولانا خالد ندوی غازی پوری

◆ امین الدین شجاع الدین

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007

E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

سالانہ زر تعاون -/250 فی شمارہ -/12 ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے 50$ ڈالر

ڈرافٹ میجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں، چیک سے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

آپ کے خریداری نمبر کے نیچے اگر گلابی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلد ہی زر تعاون اور سال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات نیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

ایروسا انٹرنیشنل

airosa INTERNATIONAL

اعلی خدمات وبہترین رہنمائی کا قابل اعتماد مرکز

ہماری خدمات

انٹرنیشنل وڈومسٹک ایر ٹکٹنگ

حج اور عمرہ کا خاص پیکیج

رجسٹرڈ پاسپورٹ ایجنٹ اور ایمگریشن کی سہولت

ویزٹ ویزہ، فیملی ویزہ، بزنس ویزہ کی اسٹیمپنگ سروس

ویسٹرن یونین منی ٹرانسفر

مقامی وبیرونی ہوٹل ریزرویشن

چھٹیوں میں ٹور اور ٹریول کا خاص انتظام

پروپرائٹر

رشد خان

IATA

TAFI

WESTERN UNION MONEY TRANSFER

Tel.: 0522-4911111 - Mobile : 9305573100 (24x7) - E-mail: airosa@rediffmail.com

G-1, Natraj Complex, 11-B.N. Road, Lalbag, Lucknow- 226001

جدید دلکش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گہنہ پیلیس

GEHNA PALACE

Whenever you See Jewellery Think of us

میں آپ کا خیر مقدم ہے

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ

Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

شعر و ادب

روزہ داروں پر ترا یہ کس قدر احسان ہے

مخدومہ امۃ اللہ تسنیمؒ

اللہ اللہ یہ مہینہ کس قدر ذی شان ہے
شاہد اس کی رفعت و عظمت کا خود قرآن ہے

ہوتے ہیں نازل فرشتے اپنے رب کے حکم سے
پا بہ زنجیر مصیبت آج ہر شیطان ہے

رات سب راتوں سے بہتر ہے تری ماہ صیام
حیف لیکن تیس دن کا تو فقط مہمان ہے

کیا بتاؤں کتنی رونق ایک تیرے دَم سے ہے
اے مبارک مہماں صدقہ ہماری جان ہے

تیری خاطر دو جہاں کی ہم کو دولت مل گئی
روزہ داروں پر ترا یہ کس قدر احسان ہے

تیری آمد سے ہر اک مومن کا دل ہے باغ باغ
اے معزز میہماں تیری نرالی شان ہے

نور چہروں سے عیاں اور قلب میں پاکیز گی
صبر دن کو رات کو شکر خدا ہر آن ہے

پورے دن کے صبر کا دیکھو تو بدلہ مل گیا
بھر گیا ہر قسم کے کھانوں سے دستر خوان ہے

ہے دعاء تسنیم کی ہر سال مہمانی کریں
اس کی خدمت تو ہمارا دین ہے ایمان ہے

☆☆☆☆☆

اداریہ

رحمتوں کی بارش کا موسم

شمس الحق ندوی

شعبان المعظم کی ۲۹ر یا ۳۰ر کی شام کو غروب آفتاب کے ساتھ ساتھ دنیائے جہاں کی بے شمار نگاہیں مغرب کے اُفق پر مرکوز ہوگئیں۔ وہ بڑے شوق کے ساتھ ہلال رمضان کی جوتھیں، یہ شوق وتلاش کس بات کی، اگر چاند نظر آ گیا تو انھیں کیا مل جائے گا، کون سی نعمت ہاتھ آجائے گی، نعمت وہ جس کو دنیا نعمت سمجھتی ہے؟ نہیں! اس میں سے کوئی چیز نہ ملے گی بلکہ چاند پیغام سنائے گا، بھوکے پیاسے رہنے کا، زبان ودیگر اعضاء وجوارح پر کچھ پابندیوں کا، نئے فرائض وواجبات کا، اپنے کو پابند بنا لینے کا، کھانے پینے سونے جاگنے کے اوقات کے نئے نظام کا، اس پابندی میں بھوک بھی ستا رہی ہے اور پیاس سے بھی ہونٹ خشک ہو رہے ہیں، زبان تالو سے چپک جا رہی ہے کہ بسا اوقات بات کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے، خدا کا دیا ہوا ٹھنڈا پانی اور شربت موجود ہے؛ مگر پینے کی اجازت نہیں، کھانا موجود ہے؛ مگر کھانے کا یارا نہیں، غرض یہ کہ بے شمار پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں خدا کے مومن بندوں پر۔

پھر خوشی کس بات کی، شوق ووارفتگی کا یہ عالم کیوں؟!

خوشی اس بات کی کہ مومن بندے خدا کے حکم سے آقا کی رضا کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیں گے، لایعنی اور غیر ضروری باتوں سے دست کش ہو جائیں گے اس کے انعام ورضا کی طلب میں، کیوں کہ انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں رحمت کی جھڑی لگی رہتی ہے، نورانیت وسکینت کا ایک وسیع شامیانہ سایہ فگن ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبانیں ٹھنڈے میٹھے اور لذیذ شربت سے نہیں بلکہ ذکر وتلاوت کے آب حیات سے تر رہتی ہیں، جسم بھوک پیاس سے بے تاب؛ مگر روح آقا کے دھیان میں مست اور شوق ووارفتگی کے کوثر وتسنیم میں نہائی ہوئی رہتی ہے۔

ضعیف وناتواں بندوں کی یہی ادا آقا کے دریائے رحمت میں جوش وطغیانی پیدا کر دیتی ہے اور آقا خوش ہو کر فرماتا ہے:

''تمہارے منہ کی بو ہم کو مشک عنبر سے بھی زیادہ پسند ہے، تمہاری اطاعت شعاری کا صلہ میں اپنے ہاتھوں سے دوں گا، اس دن جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا، تم میرے عرش کے سایے میں ہوگے اور میں مچھلی کے جگر کے کباب سے تمہاری ضیافت کروں گا، میرے حکم سے فرشتے شوال سے اگلے رمضان تک جنت کو تمہارے لئے سجاتے اور سنوارتے ہیں، ہم نے شیاطین کو قید کر دیا کہ تمہارے اس ذوق وشوق میں خلل انداز نہ ہو سکیں''۔

میرے محبوب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم کو یہ خوشخبری سنائی کہ:

''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے''۔

کوئی حد ہے اس لطف بے پایاں وکرم بے نہایت کی کہ مطلوب خود طالب کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور خود ہی سہارا بھی دے رہا ہے، ورنہ کہاں یہ مٹی کا پتلا اور کہاں وہ پاک وبے مثل ذات: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ آقا ان سے محبت کرتا ہے اور وہ آقا کی محبت میں ہزار تکلیفیں بھول رہے ہیں: ﴿يحبهم ويحبونه﴾ (یہ روزہ دار بندے دیکھنے والوں کو بھوک پیاس سے پریشان نظر آ رہے ہیں؛ مگر ان کے دنوں کی تڑپ وتپش، راتوں میں تراویح ونوافل میں انہماک، سوز وگداز، لذت ذکر وتلاوت اور لطف افطار وسحری نے ان اپنے آقا کی یاد ودھیان میں ایسا مست کر دیا ہے کہ ان کے شب وروز آقا کے ساتھ گذر رہے ہیں اور ان کے ہر بن مو سے یہ صدا آ رہی ہے ۔

اپنے معشوق سنگ ہو رہنا — ایک دل ایک رنگ ہو رہنا
خوش یہی حال ہے فقیری کا — نفس و دل بیچ جنگ ہو رہنا

ہاں! کچھ ایسے بھی بندے ہیں جو اپنے برے کرتوتوں کے سبب مایوس وناامید ہیں کہ اتنی نافرمانیوں کے بعد اب کیا معافی ہوگی، آقا کی رحمت بے کراں انھیں بھی آواز دیتی ہے:

﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (اے میرے وہ گنہگار بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو)۔

یہ کیسی نوید جاں فزا ہے، بس اتنی دیر ہے کہ بندہ "أستغفر اللّٰه ربی من کل ذنب وأتوب الیه" پڑھ کر اپنا کام شروع کردے، پھر بخششوں اور نوازشوں کی جھڑی لگ جائے گی۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ محبوب ازل تو خود سراپا رحمت اور جویائے محبت ہے، اگر انسان کی طرف سے معمولی کوشش بھی ہو تو توفیق خداوندی دستگیری فرما کر عطا سے مالا مال کردیتی ہے۔

ان کی کرم کے ہم نثار، ان کی عطا کا کیا شمار
دیدیا عاصیوں کو بار، اپنے حریم ناز میں

یہ مبارک مہینہ جو ہمیں اس وقت نصیب ہے اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے خلاصی کا ہے، اور اس کے تیسرے عشرہ میں وہ رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، ان مبارک گھڑیوں میں ہم کیوں نہ اپنے رب سے لو لگائیں اور ان کی رحمتوں کی بارش سے نہائیں اور اپنے کو تمام گناہوں سے پاک صاف کرلیں اور آقا کی معافی ونوازش کا خود کو حقدار بنالیں کہ حدیث نبوی میں ارشاد ہے: "من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه"۔ (اس کے سارے گناہ معاف کردیے گئے جس نے ایمان ویقین اور ثواب کی امید کے ساتھ روزہ رکھا)۔

رمضان المبارک کی یہی خصوصیات ہیں جو ایسا ماحول وفضا تیار کرتی ہیں جس میں غنی وفقیر، شاہ گدا سب بھوکے پیاسے رہتے ہیں، ان کا بھی معدہ خالی، ہونٹ خشک جو بھوکے پیاسے رہتے نہ تھے اور وہ بھوک پیاس جانتے ہی نہیں اور وہ بھی بھوکے ہیں جن کی تجوریاں بھری ہوئی اور فریج طرح طرح کے ماکولات سے پُر ہیں اور وہ بھی بھوکے ہیں جن کا جیب ودامن اکثر خالی ہی رہا کرتا تھا۔

کیا بے مثال ماحول ہے مساوات کا، آقا کے سامنے محتاج اور سب کے برابر ہونے کا کہ ایک ہی وقت میں امیر وغریب سب کے سب کھانے اور پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں، کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی افطار کا وقت ہونے سے پہلے کچھ کھا پی نہیں سکتا، ادھر سورج غروب ہوا اُدھر محلوں سے لے کر جھونپڑوں تک ہاتھ کھانے پینے کی طرف لپکے اور زبانیں یوں حرکت کرنے لگیں:

"اللّٰهم لك صمت وبرزقك أفطرت" اور پھر
"ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر انشاء اللّٰه"۔

مساوات واظہار عبدیت کا کیا دیدنی منظر ہوتا ہے، یہ منظر صاف اعلان کرتا ہے کہ سب انسان ایک ہی خدا کے بندے اور اسی کے محتاج ہیں، کسی کو کسی پر فضیلت نہیں سوائے اعمال صالحہ میں آگے بڑھ جانے کے۔

روزہ اجتماعیت کا ایسا مظہر ہوتا ہے جس میں سب کے احساسات یکساں ہوتے ہیں، صبح سے شام تک ایک وقت میں سب کو بھوک پیاس کا احساس اور افطار وسحری میں سب کو یکساں خوشی ونشاط۔

"للصائم فرحتان: فرحة عندالفطر وفرحة عندلقاء ربه" (روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں: ایک افطار کے وقت اور ایک آقا سے ملاقات کے وقت)۔

☆☆☆☆☆☆

پیام رمضان

ماہ مبارک کا مبارک پیغام

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے یہ مبارک مہینہ عطا فرمایا، کتنے ایسے افراد ہیں جو گذشتہ رمضان سے اس رمضان کے درمیان دنیا سے رخصت ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے اس کی قدر کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نعمت دیتا ہے تو یہ پسند کرتا ہے کہ بندے اس کا شکر ادا کریں، وہ خود فرماتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم تم کو بڑھا کردیں گے اور زیادہ دیں گے اور اگر تم ناشکری کروگے، ہماری بات نہ مانوگے تو ہماری پکڑ، ہمارا عذاب بڑا سخت ہے۔

یہ ساری زندگی حقیقت میں اسلام کی زندگی ہے، یہ سب شکر کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں اور ہمارے روزوں کی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ ساری مخلوقات اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے، پہاڑ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، پرندے جو ہوا میں اڑتے ہیں اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، سارے جانور ساری مخلوقات حتی کہ جمادات بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ (ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے)۔

انسان اگر تسبیح نہ کرے اللہ تعالیٰ کی تو کیا فرق پڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ انسان کی تسبیح اور اس کی عبادت کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت ہے۔ یہ ضرورت خود حقیقت میں انسانوں کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ انسان ان کو گن ہی نہیں سکتا، شمار نہیں کرسکتا، فرماتا ہے: ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا، وَكَانَ الْإِنْسَانُ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گننا چاہو، شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کرسکتے، یہ اتنی زیادہ ہیں اتنی کثرت سے ہیں کہ شمار نہیں کرسکتے اور فرمایا کہ انسان بڑا زیادتی کرنے والا اور بڑا ناشکرا ہے۔ اتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، اتنا فضل فرمایا ہے کہ ان کو آدمی شمار نہیں کرسکتا اس کے بعد پھر بھی وہ شکر ادا نہیں کرتا۔

یہ شکر کیا ہے؟ یہ کہ ظاہر کرے آدمی کہ ہم ممنون ہیں، ہم مشکور ہیں، پیاس کے وقت اگر آدمی کسی کو پانی پلادیتا ہے تو وہ کہتا ہے آپ کا شکریہ، آپ نے ہماری پیاس بجھائی، بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہماری پیاس بجھائی، اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیا کیا دے رکھا، زندگی دے رکھی ہے، صحت دے رکھی ہے، یہ اعضا دے رکھے ہیں، اعضاء جن سے زندگی کے بہت سے معاملات میں آدمی مدد لیتا ہے، ایک ایک چیز آپ شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کرسکتے، ایک ایک بال اللہ کی نعمت ہے، ایک بال ٹوٹ جائے غلط طریقہ سے تو پھوڑا بن جاتا ہے، آدمی اس سے مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے، ریاح کا نظام ذرا سا بگڑ جائے تو آدمی تکلیف کے مارے تڑپنے لگتا ہے اور ذرا سی آنکھ میں تکلیف ہوجائے تو حالت یہ ہوتی ہے آدمی کہ کہتا ہے کہ مرجائیں تو اس سے اچھا ہے، تو اللہ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہے کہ آپ ان کا شمار نہیں کرسکتے اور نعمتیں اگر کم بھی ہوتیں تو بھی ان کا شکر واجب تھا کہ دینے والے کا شکر ادا کرنا چاہئے، اس لیے ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے، ہماری نماز، ہمارا یہ روزہ سب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، یہ کوئی ہم پر تاوان نہیں ہے، کوئی جرمانہ نہیں ہے جیسا کہ بعض مذاہب میں سمجھا جاتا ہے کہ یہ عبادتیں ہم پر سزا ہیں، ایک جرمانہ ہے یا ایک تاوان ہے یا کہ یہ ایک ٹیکس ہے، بلکہ یہ ہماری ضرورت ہے کہ ہم پر اللہ کا بڑا احسان ہے، اللہ نے جو ہم کو دے رکھا ہے اس کا ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تیرا بڑا شکر ہے۔

شکر صرف زبان سے ادا کردینا نہیں ہے، بلکہ عمل سے بھی ضروری ہے، اگر آپ کسی عام انسان کا شکریہ ادا کریں کہ منھ سے کہیں اس طور پر کہ کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہو کہ معلوم ہو کہ واقعی آپ شکر گزار ہیں تو وہ برا مانے گے کہے گا کہ آپ مذاق کرتے ہیں، ہمیں چڑھاتے ہیں، تو ہم تو زبان سے بھی اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے چہ جائیکہ اپنے عمل سے کرتے، اللہ تعالیٰ نے بندہ کے تھوڑے عمل کو بھی کافی قرار دیدیا ہے، بہت زیادہ ہم سے عمل کا تقاضا نہیں کیا ہے، پانچ وقت کی نمازیں ہیں، سال میں ایک مرتبہ رمضان آتا ہے اس کے روزے ہیں، اور اگر آدمی کی استطاعت ہو، اس کے پاس

پیسے زیادہ ہوں تو حج ہے، اور زکوٰۃ کا نصاب ہو تو زکوٰۃ ہے، یعنی تھوڑا کام اللہ نے کافی سمجھا ہے شکر کے لیے ہم تو اگر ساری زندگی، سارا وقت اس میں لگادیں کہ شکر ادا کریں اور ہماری ساری راتیں عبادات میں صرف ہو جائیں تب بھی ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتے، اس کی نعمت کا بدلہ نہیں دے سکتے، ہم تو اللہ کی نعمت کا بدلہ دے ہی نہیں سکتے، یہ تو ممکن ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ہم کو اس کا مکلف نہیں بنایا کہ اس کی نعمتوں کا ہم بدلہ دیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے بدلہ چاہتا بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ ہم نے انسانوں کو جنوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں، ہم نے اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ہم کو رزق پہونچائیں یا ہم کو کھلائیں یا پلائیں جیسے مشرک کرتے ہیں کہ اپنے بتوں کو کھلاتے پلاتے ہیں، اپنے معبودوں کو کھلانے کی کوشش ان کے سامنے چیزیں رکھ کر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا کہ تم ہمیں کھلاؤ پلاؤ، بلکہ عبادت کرو، اور یہ عبادت کیا ہے؟ شکر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے نماز پڑھتے تھے، رات نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پیروں میں ورم آجاتا تھا، ان سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے گناہ سارے معاف کر دیئے گئے ہیں آپ ﷺ تو جنتی پہلے ہی سے ہیں، آپ ﷺ عمل کریں یا نہ کریں آپ ﷺ کے گناہ تو سب معاف کر دیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر میں کیسے نہ ادا کروں؟ مجھ سے جو بن پڑ رہا ہے وہ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے، تو یہ نمازیں، یہ روزہ، یہ زکوٰۃ، یہ حج سب حقیقت میں شکر ہیں، بندہ کا شکر ہے اللہ کے لیے، بندہ بدلہ نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ کے احسانات کا، لیکن وہ اعتراف تو کر سکتے ہیں، وہ اظہار تو کر سکتے ہیں اس بات کا کہ اللہ تیرا بڑا شکر ہے، آپ نے بڑی نعمتیں دی ہیں، ہم کو بڑی راحتیں دی ہیں، ہماری مطلوبہ چیزیں دی ہیں، تو آدمی اس کو اس عمل سے جو بہت میں تھوڑا ہے شکر ادا کرنا چاہئے۔

رمضان شریف کو اللہ نے خاص نعمت بنایا ہے، اس میں اعمال کا ۷۰ گنا ثواب یعنی اس میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر بڑھ جاتا ہے اور فرائض کا ثواب ستر گنا، یعنی ہر نیکی کا بدلہ ستر گنا ہے، عام دنوں میں آدمی جو نیکی کرتا ہے اور اس کا جو اجر ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں، رمضان میں اس کا اجر ۷۰ گنا ملتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم ہے، جگہ جگہ قرآن میں آتا ہے، بار بار آپ نماز میں پڑھتے ہیں: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ اللہ کی سب سے عظیم صفت رحمٰن کی ہے، یعنی وہ رحم کرنے والا ہے اور فرمایا بھی ہے کہ اللہ نے جب رحم کو پیدا کیا، رحم کی صفت پیدا کی تو اس کے سو حصے کئے، ایک حصہ تو ساری مخلوقات کو دیا، انسانوں کو، جانوروں کو بھی حتی کہ ایک بکری جو اپنے بچہ پر پیر رکھنے سے گریز کرتی ہے شفقت کی وجہ سے وہ بھی اس رحم کے اندر ہے جو اللہ نے بانٹا ہے اور ۹۹ حصے اپنے پاس رکھے ہیں، جو اپنے بندوں پر وہ کرے گا، تو اب اس کی رحمت کا حساب لگانا مشکل ہے، اور اس کی رحمت ہی ہے کہ اتنے گناہ کئے جاتے ہیں، اتنی معصیت کی جاتی ہے اللہ کی، اتنی نافرمانی کی جاتی ہے کہ دنیا بھر گئی ہے نافرمانی سے، لیکن اللہ اس کی سزا نہیں دے رہا ہے، بلکہ موقع دے رہا ہے کہ اب تم چھوڑ دو، اب تم توبہ کر لو، اب تم لوٹ آؤ، اتنا موقع دیتا ہے، ساری زندگی موقع دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ توبہ کرنے سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں عجیب واقعہ آتا ہے کہ اللہ توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے اتنا خوش ہوتا ہے کہ تصور کرنا مشکل ہے، تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے توبہ کریں ہم گناہ کر رہے ہیں، معصیتوں میں مبتلا ہیں لیکن اللہ موقع دیتا ہے کہ اب توبہ کر لو، لیکن اگر آدمی پوری زندگی ایسے ہی گزار دیتا ہے، توبہ نہیں کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے، اور ایسے کے لیے آخرت میں سخت دردناک عذاب ہے، اور اس دنیا کے اندر بھی، بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو حدود سے آگے بڑھ جاتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کا استہزاء اور مذاق ہوتا ہے تو ایسے گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے اور جب قوموں کو ملتی ہے تو زلزلوں کے ذریعہ سے، وباؤں کے ذریعہ سے اور حوادث کے ذریعہ سے ملتی ہے اور عام انسانوں کو، افراد کو مختلف طریقوں سے سزا ملتی ہے کہ آدمی نہیں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو سزا دے رہا ہے؛ لیکن حقیقت میں وہ اللہ کی طرف سے سزا ہوتی ہے اور ہم کو سوچنا چاہئے کہ ہم کو یہ تکلیفیں یہ پریشانیاں جو پیش آتی ہیں کبھی غور کرنا چاہئے کہ کیا گناہ ہم نے کئے ہیں جن کی سزا یہ ہو سکتی ہے لیکن یقینی نہیں ہے کہ سزا ہو اللہ کی طرف سے لیکن اس کا امکان ہوتا ہے تو یہ سوچنا چاہئے کہ ہم نے کیا گناہ کئے ہیں اور معافی مانگنا چاہئے اور ان گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے اس لیے

کہ جب تک زندگی باقی ہے توبہ کا موقع باقی ہے، زندگی ختم ہونے کے بعد قصہ ختم ہے، توبہ کا موقع اس وقت تک ہے جب تک کہ آدمی کو سکرات کی کیفیت نہ شروع ہو جائے، جب فرشتے آجاتے ہیں روح قبض کرنے کے لیے اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے، اس وقت توبہ کرے تو توبہ قبول نہیں، لیکن سکرات سے پہلے توبہ قبول ہوتی ہے، اور اللہ نے یہ موقع دیا ہے انسانوں کو کہ تم مرنے سے پہلے توبہ کر لو اور اللہ توبہ کو قبول کرتا ہے، ہر گناہ کو معاف کر دیتا ہے، سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جب توبہ صدق دل سے کی جائے۔

توبہ کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک تو اس کو افسوس ہو، صحیح طور پر اپنے گناہ پر ملامت ہو طبیعت میں کہ اے اللہ! ہم نے بہت بڑا قصور کیا ہے، بڑا افسوس ہے ہمیں، بڑا افسوس ہے کہ ہم سے یہ قصور ہوا، اور دوسری بات یہ کہ عزم کرے کہ آئندہ ہم ایسا نہیں کریں گے اور اگر کر رہا ہے تو اسی وقت چھوڑ دے، یہ تین شرطیں ہیں توبہ کی، پھر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، قبول ہی نہیں کرتا بلکہ خوش بھی ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں مثال آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شخص صحراء میں سفر کر رہا ہے جہاں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، سارا کھانا پانی اس کا اونٹ کے اوپر ہے، راستہ میں وہ ٹھہرتا ہے اور سو جاتا ہے اور آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ کھو گیا ہے، اونٹ غائب ہے اور سب کچھ غائب ہے، اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی، سب جگہ دیکھا مگر کہیں نظر نہیں آیا، اس نے سوچا کہ اب اسی جگہ چلا گیا کہ پھر نہیں مل سکتا، تو وہ یہ سوچ کر کہ اب ہم مر جائیں گے، اب بچنا نہیں ہے کیونکہ یہاں کھانا پانی کچھ نہیں ملے گا، اس کے بعد وہ مایوس ہو کر لیٹ گیا اور اس کی آنکھ لگ گئی اور اس کے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ کھڑا ہے اور اس کا سارا سامان موجود ہے تو خوشی کے مارے منہ سے اُول فُول نکل گیا اور بول اٹھا کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں، تیرا بڑا احسان ہے، زبان اس کی لڑکھڑا گئی، تو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص خوش ہوا اپنا سامان دیکھ کر۔

تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے توبہ کریں اور کہا بھی ہے کہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ بندے توبہ کریں، تو اللہ نے توبہ کرنے کا زندگی بھر موقع دیا ہے، اور ایک تو ہم کو یہ سوچتے رہنا چاہئے کہ ہم سے کیا خطائیں ہوتی ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اللہ کی ناراضی کی جو خطائیں ہیں ان سے ہم بچیں، ان کو چھوڑ دیں اور شکر گزار بندے بنیں، شکر گزار بندے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ہمیں اتنی نعمتیں دی ہیں، اتنے احسانات کئے ہیں اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں، اس کو ناراض کرنے والا کوئی کام نہ کریں، ایک تو وہ ہم پر احسان کر رہا ہے، ہم کو دے رہا ہے اور ہم ہیں کہ گویا اس کو چڑھا رہے ہیں اور اس کی مرضی کے خلاف کر رہے ہیں، دنیا کے کسی آدمی کے ساتھ کوئی آدمی اگر ایسا کرے تو وہ اسے دو ہاتھ مارے گا لیکن اس کے بجائے اللہ تعالیٰ معاف کر رہا ہے اس خیال سے کہ یہ شاید توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ کتنا رحیم ہے، کتنا کریم ہے کہ وہ سارے گناہوں کو دیکھتا ہے اور موقع دیتا ہے فوراً سزا نہیں دیتا، لیکن بعض وقت تنبیہ کے لیے سزا دیتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ، اپنے ذہن کو ٹھیک کر لو، دیکھو تم غلطی کر رہے ہو اگر تم اپنی غلطی سے باز نہ آؤ گے تو بھگتو گے، تو اللہ تعالیٰ کا یہ رحم ہے کہ وہ ہم کو آخرت کے عذاب اور پکڑ سے بچانا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نظام ایسا ہے کہ اگر آدمی گناہ کرے گا، گناہ سے توبہ نہیں کرے گا تو آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی اور اگر توبہ کرے گا تو آخرت کی پکڑ سے بچ جائے گا، تو رمضان شریف خاص طور پر اللہ کی خصوصی نعمت ہے اور اجر اللہ اس میں ستر گناہ کر دیتا ہے تاکہ بندے کو موقع ملے کہ وہ اچھے کام کرے اور اسکا اس کو بہتر سے بہتر اجر ملے یہ اللہ کی مزید رحمت ہے کہ عام دنوں میں نیکی کرنے کا ثواب کا اجر اس میں ستر گنا دیتا ہے، اور اس میں بھی کہ آدمی گناہ کرنے کا جب ارادہ کرتا ہے تو اس وقت تک گناہ لکھا نہیں جاتا جب تک کہ گناہ نہ کر لے، اگر گناہ کر لیتا ہے تو ایک گناہ لکھا جاتا ہے، آپ دیکھئے اللہ کی رحمت کا حال کہ آدمی گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو نہیں لکھا جاتا ہے جب وہ کر لیتا ہے تو گناہ لکھا جاتا ہے وہ بھی ایک گناہ لیکن نیکی کا ارادہ کرے تو ایک نیکی اسی وقت لکھ لی جائے گی، صرف ارادہ پر۔ اور جب کرے گا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی، یہ اللہ کی رحمت کا حال ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح بندے مصیبت سے بچ جائیں، کسی طرح وہ آخرت میں نجات پا جائیں، کسی طرح وہ صحیح کام کریں، اور اس کے لیے صرف ترغیب ہی نہیں دی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا موقع زیادہ سے زیادہ عطا فرمایا ہے اور رمضان اس کا بہترین موقع ہے کہ اس میں اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے، اب اگر ہم اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو بڑی محرومی کیا بڑی بے عقلی کی بات ہوگی کہ اللہ نے گویا ہماری دعوت

کردی ہے جیسے ایک عام کھانا ہوتا ہے اور ایک دعوت کا کھانا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں گویا ہماری دعوت کردی ہے، اب ہم دعوت میں بھی شریک نہ ہوں، ہم دعوت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ہماری بے عقلی ہے، عام کھانا ہوتا ہے ایک آدمی کے لیے اور ایک دعوت ہوتی ہے تو یہ دعوت ہے اللہ کی طرف سے کہ نیکی کر دخوب پاؤ، نیکی کر دخوب لوٹو، یہ لوٹنے کا موقع ہے اور اس کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اور تیسرا عشرہ آگ سے خلاصی کا ہے، اللہ تعالیٰ انتظار کرتا ہے اس چیز کا کہ ہمارے بندے زیادہ سے زیادہ اس چیز سے فائدہ اٹھائیں اللہ کی رحمت حاصل کریں، اللہ کی رحمت کے مستحق ہوں اور اس کے بعد دوسرے عشرہ میں مغفرت کے، یعنی گناہوں سے معافی کے مستحق ہوں اور تیسرے عشرہ میں کسی طرح آگ سے نجات پاجائیں، کسی طرح جہنم سے نجات پاجائیں۔

تو آپ سوچئے! کہ اس رحمت کی کوئی حد ہے کہ جو عذاب ملنے والا ہے، گناہوں کی وجہ سے اور جو عذاب طے شدہ ہے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ عذاب نہ ملے، بندے اس سے بچ جائیں، اور ان کو بچانے کی طرح طرح کی تدابیر اللہ نے کر رکھی ہیں، ایک تو یہ امر ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرو، لوگوں تک حق بات پہونچاؤ، لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرو تاکہ لوگ نیکی اختیار کریں اور برائی سے بچیں، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کبھی رمضان کے ذریعہ سے، کبھی حج کے ذریعہ سے اور مختلف طریقے سے اجر کو بہت زیادہ کردیتا ہے تاکہ جو کوتاہیاں ہوئی ہیں وہ اس کے نتیجے میں دب جائیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ کہ نیکی چھوٹی برائیوں کو خود مٹا دیتی ہیں، یعنی آدمی کوئی چھوٹی غلطی کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی پکڑ ہوسکتی ہو اور پھر کوئی بڑی نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ اس کی غلطی کو بھی معاف کردیتا ہے، نیکی خود معاف کرادیتی ہے بہت سے گناہوں کو، اس لیے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے عام دنوں میں بھی اور رمضان میں بھی، یہ تو ایک دعوت ہے کہ اس میں لوٹ لے آدمی جتنا لوٹ سکتا ہو، لٹائی جارہی ہیں نیکیاں اور اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں شیاطین کو بند کردیتا ہے، مہینہ بھر کے لیے، اللہ کے جو نیک بندے ہیں وہ شیطان کے چکر میں نہیں آتے ہیں، جب کہ شیطان اپنی پوری کوشش کرتا ہے، تو رمضان میں شیطانوں کو اللہ تعالیٰ بند کردیتا ہے کہ تم اس مہینہ میں ہمارے بندوں کو نہیں بہکا سکتے ہو، تو اس طریقہ سے مختلف شکلیں اللہ نے پیدا کی ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی، اپنے کو برائی سے بچانے کی اور آخرت میں اپنے لیے نعمت حاصل کرنے کے ان مواقع سے فائدہ اٹھائیں اور اس میں کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ اللہ نے روزہ ایسا نہیں بنایا کہ آدمی مسلسل بھوکا رہے اس میں یہ ہے کہ دن میں تو آدمی نہیں کھاتا ہے، رات میں کھاتا ہے کہ آدمی اپنی خواہشوں کے مطابق جو چاہے کھائے، دن میں پرہیز کرے؛ لیکن صرف کھانے سے ہی پرہیز نہیں ہے بلکہ غیبت سے، جھوٹ بولنے سے اور ان چیزوں سے بھی پرہیز بتایا گیا ہے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اگر آدمی ان چیزوں سے نہیں بچتا ہے، جھوٹ سے، غیبت سے، برے کاموں سے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آدمی بھوکا رہے، یہ تو بھوکا رہنا ہی ہے کہ روزہ اللہ کے یہاں روزہ کہلائے گا ہی نہیں۔

روزہ تو یہ ہے کہ آدمی برائیوں سے بھی پرہیز کرے، جو اس کی عادت پڑ گئی ہے کہ جھوٹ بول رہا ہے، غیبت کررہا ہے اور دنیا کی بیہودہ باتیں کر رہا ہے ان سب سے پرہیز کرنا ضروری ہے، روزہ فقہ کے لحاظ سے اور مسئلہ کے لحاظ سے تو ہوجائے گا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ روزہ مقبول ہونا مشکل ہے، تو آدمی کھانا تو چھوڑ دیتا ہے؛ لیکن دوسری معصیتوں میں مبتلا رہتا ہے، جھوٹ بولنے میں اور غیبت وغیرہ میں تو اس سے اس کا روزہ خراب ہوجاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ منظور کرے گا یا نہیں کرے گا یہ اس کا معاملہ ہے لیکن یہ تنبیہ کردی گئی ہے، یہ بتادیا گیا ہے کہ اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ بلاوجہ بھوکے رہیں، آپ تو بھوکے ہی رہے اس لیے کہ آپ نے وہ عمل تو کیا نہیں جو اللہ کو مقبول، پسندیدہ ہو، تو ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے، دوسرے یہ کہ جتنے نیکی کے کام ہوسکتے ہیں، جن کے کرنے کی اللہ تعالیٰ استطاعت دے وہ کرنے چاہئیں، نیکی میں ایک تو اہم نماز ہے، نماز کا اہتمام کرنا چاہئے اور تلاوت کرنا چاہئے، قرآن مجید کا اس مہینہ سے خاص تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے پورا قرآن مجید اسی مہینہ میں اتارا آسمان دنیا پر، پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا کرکے جیسی ضرورت پڑی اتارا، تو اس مہینہ کو قرآن مجید سے بڑی مناسبت ہے، تو اس میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہئے، قرآن مجید سننا بھی چاہئے

اور پڑھنا بھی چاہئے، اپنے اوقات کو قرآن مجید پڑھنے سے اور سننے سے بھر دینا چاہئے۔

قرآن مجید کی تلاوت خود ایک عبادت ہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو اب آپ سوچئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا کتنی نیکیاں حاصل کرسکتا ہے اور ہر حرف پر ہر لفظ پر نہیں ہر حرف پر نیکی ہے، اور فرمایا کہ "الٓمٓ" میں الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے، الٓمٓ جہاں کہا آدمی نے صدق دل کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھ کر تو اس کو ۳۰ نیکیاں مل گئیں۔ ۳۰ نیکیاں اسی وقت مل گئیں جب اس نے الٓمٓ ادا کیا؛ لیکن شرط یہی ہے کہ اللہ کے لیے جو کررہا ہو، اللہ کو راضی کرنے کے لیے کررہا ہو، اور اس کو ثواب کی نیت سے کررہا ہو جو ثواب اللہ نے رکھا ہے تب اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتا ہے، لیکن اگر کھیل تماشہ میں کہتا ہے یا جی کہیں اور لگا ہوا ہے تو اس کا معاملہ مختلف ہے، تو اس میں کرسکتا ہے تو تلاوت کرنی چاہئے، نوافل پڑھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس میں خاص طور پر تراویح رکھی ہے کہ آدمی اس میں بیس رکعت پڑھتا ہے، بعض لوگ ۱۰ رکعت پڑھتے ہیں لیکن اس میں جتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے نوافل کے طور پر، تراویح میں، رات کو تہجد میں پڑھنا چاہئے، جتنی نیکیاں آدمی حاصل کرسکتا ہے وہ کرے اور جہنم کی آگ سے اپنے کو بچانے کی فکر کرے۔ اس لیے کہ ہمارے گناہ اتنے زیادہ ہیں، اتنے زیادہ گناہ ہیں کہ اگر ہم ہر تھوڑی دیر بعد توبہ کریں تو شاید کام چلے، گناہ بہت زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے گا تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہے؟ دنیا میں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ڈھیل دیدے؛ لیکن آخرت کی پکڑ بہت سخت ہے، اللہ تعالیٰ دنیا میں ڈھیل دے دیتا ہے، اس لیے ہم کو جو نیکی کے مواقع ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور رمضان میں جھوٹ سے، غیبت سے، دھوکا دہی سے اور جو کھلے ہوئے گناہ ہیں ان سے بہرحال بچنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے، اگر عادت ہے تو عادت کو بدلنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ غریبوں کی مدد کرنا، دوسروں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا، دوسروں کی مدد کرنا، یہ نیکی کے کام ہیں جو زیادہ سے زیادہ اس مہینہ میں کرنے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ اس میں جو نیکی لکھی جائے گی وہ ۷۰ گنا ہے، تو ایسا موقع سال بھر نہیں آتا، یہ ایک مہینہ کا موقع ہوتا ہے، اس لیے بوبزرگ لوگ ہوتے ہیں وہ اس مہینہ میں گویا بالکل اپنے کو مصروف کرلیتے ہیں، عبادت میں، اللہ کی یاد میں، ذکر میں اور جب مہینہ ختم ہوتا ہے تو بہت افسوس کرتے ہیں کہ اتنا عظیم موقع اور ایسی نعمت کا موقع ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا، اللہ تعالیٰ نے یہ موقع ہم کو عطا فرمایا ہے، یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم کو اس نے پھر یہ موقع عطا فرمایا کہ جس میں ہم تھوڑا بھی کام کریں گے تو وہ بہت سے بہت ہوگا، اس لیے ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور مہینہ کی قدر کرنا چاہئے، روزہ تو ہر حال میں رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت اور ثواب کی امید رکھنا چاہئے، اس میں جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے پورا پرہیز کرنا چاہئے تاکہ روزہ رکھیں تو روزہ کا فائدہ بھی ہو، ورنہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہم کو بھوکا تسلیم کرلیا جائے کہ ہاں یہ بھوکا رہا اور کچھ نہ سمجھا جائے، تو اس کی کوشش کرنا چاہئے کہ ہمارا روزہ، روزہ سمجھا جائے، اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ روزہ تسلیم کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ ہم روزہ رکھیں، بھوکے رہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف بھوکا تسلیم کیا جائے، روزہ دار نہ تسلیم کیا جائے، تو جب ہم پرہیز کریں گے گناہوں سے، بری باتوں سے اور ان غلط باتوں سے جو ہر وقت کرتے ہوتے ہیں ان سے پرہیز کریں گے، اللہ کو یاد کریں گے، جو نوافل ہیں ان کو بہت پابندی کے ساتھ اور نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کریں گے تو اس مہینہ کا جو فائدہ ہم کو پہونچ سکتا ہے پہونچے گا، اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اور آپ کو بھی صحیح بات کے اختیار کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کوتاہیوں سے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت

☆ندوۃ العلماء کے شعبۂ تعمیر وترقی سے منسلک انجینئر امتیاز احمد خاں صاحب کی اہلیہ محترمہ کا طویل علالت کے بعد ۱۰ر رجب ۱۴۳۲ھ ۱۳ر جون ۲۰۱۱ء کو انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حج کی سعادت پاچکی تھیں اور بڑی خدمت گذار خاتون تھیں، عاملۂ دارالعلوم میں نماز جنازہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے پڑھائی، مرحومہ کے پسماندگان میں شوہر محترم کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کرے، جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور انجینئر صاحب کو صبر جمیل عطا کرے، قارئین "تعمیر حیات" سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆☆☆

ماہ مبارک

رمضان المبارک - برکات و ثمرات

.....مولانا محمد اویس ندویؒ

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [بقرہ/۲۳]۔ (مسلمانو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا ہے تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو)۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ گیارہ مہینے کے انتظار کے بعد پھر رمضان المبارک کا مہینہ ہم کو ملا ہے، جس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کے اُتارنے کے لئے اسی مبارک مہینہ کا انتخاب فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ (وہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا)۔

اس ماہ مبارک کے آتے ہی خدا کی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے نیکی چاہنے والے! آگے بڑھ اور اے بدی چاہنے والے! پیچھے ہٹ جا۔ (ترمذی)

اسی مہینہ کے لئے شروع سال سے جنت سنواری جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ) جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر کے خدا کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا گویا اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا کہ جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو، وہ تباہ ہے''۔ (حاکم)

اسی مبارک مہینہ میں وہ برکت والی رات آتی ہے جس میں نیکی کرنے کا ثواب ایسا ہے جیسے کوئی ایک ہزار مہینہ تک نیکی کرتا رہے: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ [قدر] (شب قدر بہتر ہے ہزار مہینہ سے)۔

اسی رات جبرئیل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نیچے اترتے ہیں اور ہر شخص کے لئے جو کھڑے اور بیٹھے اللہ کی یاد میں مشغول ہے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

افسوس کہ ہم مسلمان خیر وبرکت کے ان دنوں اور راتوں کو بڑی بیدردی سے ضائع کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ کیا خبر! آئندہ یہ موسم خیر نصیب میں آتا ہے یا نہیں؟

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [بقرہ] (جو اس روزہ کو پائے وہ اس مہینہ بھر روزہ رکھے)۔

مگر بدقسمتی سے عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف بھوکے پیاسے اور زن وشوہر کے تعلق سے الگ رہنے کا نام روزہ ہے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''بہت سے روزہ دار ہیں کہ ان کو بھوکے رہنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ)

روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے، کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! روزہ کس چیز سے خراب ہوتا ہے؟ فرمایا: جھوٹ اور غیبت سے۔ (مجمع الفوائد)

روزہ رکھ کر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کے کام کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں کہ انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔ (بخاری)

دراصل روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ قلب اور قالب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور انسان تقویٰ کی کیفیت سے سرفراز ہو جائے۔

حافظ ابن رجب حنبلیؒ ایک بزرگ کے متعلق نقل فرماتے ہیں، وہ ارشاد فرماتے ہیں: ''تم جب روزہ رکھو تو تمہارے کان، آنکھ، زبان بھی حرام باتوں سے روزہ رکھیں، پڑوسیوں کو تکلیف نہ دو، تم پروقار اور سنجیدگی کی کیفیت پیدا ہو جائے''۔

اس ماہ مبارک کو کلام الٰہی سے خاص مناسبت ہے، اللہ تعالیٰ کے بعض پاکیزہ بندے اس ماہ مبارک میں ہر تیسری رات کو تہجد کی نماز میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ امام نخعیؒ رمضان میں ہر تیسری شب کو ایک قرآن ختم کرتے تھے، حضرت قتادہؒ آخری عشرہ میں ہر رات کو ایک قرآن ختم کرتے تھے، حضرت سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ رمضان المبارک کے آتے ہی دوسرے مشاغل

سے الگ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت میں لگ جاتے تھے۔

عبداللہ ابن غالبؒ ایک بزرگ گذرے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور دفن کئے گئے تو قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور اس خوشبو کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ روزہ اور تلاوت قرآن مجید کی برکت ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ماہ مبارک کے متعلق ان اہل علم کے تاثرات جو صاحب دل بھی تھے، ناظرین کی خدمت میں پیش کریں شاید ہمارا جذبہ عمل بیدار ہو اور ہم اس مبارک مہینہ کے حقوق ادا کرنے کی توفیق پائیں۔

حافظ ابن رجب حنبلیؒ

ماہ رمضان المبارک آ گیا، قرب خداوندی کی مشک بیز ہوائیں چلنے لگیں، ہجراں نصیبوں کو مژدۂ وصال ملنے لگا، گنہگاروں کو معافی کا آسرا ہوا، خواہشات نفسانی کے آتشکدے بجھنے لگے، نفس کی حکومت ختم ہو گئی۔

اب غفلت کی بدمستی دور ہو، تقویٰ کی شمعیں روشن ہوں، روزہ دارو! دلوں میں خشوع پیدا کرو، تہجد گزارو! رکوع اور سجدوں کا لطف حاصل کرو۔

اے نیند! شب بیداروں کے قریب نہ آنا، اے گناہ! اب عارفین اپنی روحانی غذا پائیں گے اور جمال ذات کے مشتاق غیر پر نظر نہ ڈالیں گے، افسوس وہ شخص کس قدر محروم ہے جس نے اس مبارک مہینہ کو ضائع کر دیا، کتنے روزہ دار ہیں جو صرف بھوکے پیاسے رہے؟ کتنے شب بیدار ہیں جو صرف جاگتے رہے بے شبہ جو روزہ جھوٹ سے محفوظ نہ رکھا جائے اور جو تجھ بے حیائی سے نہ روکے وہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے۔

اے لوگو! تم میں روزے کے برکات کہاں؟ شب بیداری کے انوار کہاں؟ راتوں کو آنکھوں نے آنسو کب بہائے؟

اللہ والو! یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں قرآن اتارا گیا، آج وہی قرآن تمہارے درمیان پڑھا جاتا ہے، یہ قرآن وہ ہے اگر پہاڑ پر اترتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا؛ مگر تمہارے دلوں میں ڈر نہیں پیدا ہوتا، آنکھیں آنسوؤں سے تر نہیں ہوتیں، تم اپنے روزوں کو ناجائز باتوں سے نہیں بچاتے، اگر ایسا کرتے تو روزہ کا فائدہ محسوس کرتے! تم صحیح طریقہ سے شب بیداری نہیں کرتے اگر ایسا کرتے تو قرآن بارگاہ خداوندی میں تمہارا سفارشی بنتا!

افسوس دل تقویٰ سے خالی ہیں، کھنڈر کی طرح ویران اور برباد ہیں، گناہوں کی بدلیاں چھائی ہوئی ہیں، قرآن پڑھا جاتا ہے؛ مگر ہمارے دل پتھر کی طرح سخت ہیں، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بار بار آتا ہے؛ مگر ہماری حالت نہیں بدلتی، جوانوں کو اپنی جوانی کی سرمستیوں سے فرصت نہیں، بوڑھوں کو ضعیفی بھی ان کی تنبیہ کے لئے کافی نہیں ہے۔

ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ان پاکباز بندوں سے کیا نسبت؟ جنھوں نے خدا کی طرف بلانے والے کی آواز کو سنا اور اس پر لبیک کہا، قرآن مجید کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی گئیں تو ان کے دل لرز گئے جب انہوں نے روزہ رکھا تو ان کی زبان، کان، آنکھ، سب نے روزہ رکھا۔

اللہ کے بندو! ماہ مبارک تمہارے سامنے آ چکا ہے تم میں سے کتنوں نے اپنی حالت کا جائزہ لیا ہے؟ تم میں سے کس نے اس مہینہ کا حق ادا کیا ہے؟ لوگو اب بھی محنت کر ڈالو، مگر یہ نہ بھولنا کہ اللہ کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے، وہاں قبولیت کا معیار دل ہے، اصل کامیابی یہ ہے کہ تمہاری محنت اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول بھی ہو جائے۔

شب قدر آ گئی، ہجراں نصیب یعقوب کو وصال یوسف کا مژدہ ملا ہے، اے شب قدر! عابدوں کے حق میں رہنا، اے زبان! آج قوت گویائی سے پورا کام لے اور خوب مانگ لے کہ آج نسیم سحر بندوں کے نالہائے درد فراق کو لے کر خدا کے دربار میں حاضر ہوگی۔

امام غزالیؒ

روزے کے تین درجے ہیں: عوام کا روزہ، خواص کا روزہ، اخص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ کھانے پینے سے رکنے اور عورت سے جنسی تعلق نہ رکھنے کا نام ہے، خواص کے روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ عوام کے روزہ کے تمام شرائط کے ساتھ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پیر اور تمام اعضاء کو بری باتوں سے روکا جائے، اخص الخصواص کا روزہ یہ ہے کہ دل سے دنیاوی افکار اور فاسد خیالات نکال دیئے جائیں، ذات حق کے سوا کسی دوسرے کی قلب میں گنجائش نہ ہو۔ (احیاء علوم الدین)

حضرت مجدد الف ثانیؒ

اگر کسی کو اس میں صدقات اور نیک اعمال کی توفیق ہو گئی تو پورے سال بھر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل رہے گی اور اگر یہ مہینہ اللہ تعالیٰ سے دوری میں گذرا تو پورا سال اسی طرح گذرے گا، بہ قدر امکان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے اور ان کے قرب کے حاصل کرنے کوشش کرو اور اس مہینہ کو غنیمت سمجھو۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

ماہ رمضان المبارک کا انتظار اور عبادات کی فکر انسان کو حضور حق کے سرفراز کرتی ہے، اس امت کے جسمانی ضعف، ہمت کی پستی اور عمر کی کمی

سب سے پہلے اپنے گھروں کی اصلاح کیجئے!

.....مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

"گھر میں سدھار کیسے ہو" یہ سوال اس وقت ہر طرف ہو رہا ہے، کسی بھی قوم کے لئے یہ بڑے نقصان کی بات ہے کہ اس کے گھریلو معاملات بگڑ جائیں کیونکہ قوم سڑکوں یا بازاروں میں نہیں بنتی اور نہ بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں اس کی ذہنی وقلبی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ جلسے دراصل ایک قوت بخش ٹانک کی حیثیت رکھتے ہیں؛ لیکن ٹانک بھی اسی کو فائدہ پہنچاتا ہے جو صحت مند ہو۔

صحیح گھریلو تربیت اور ماحول ہی وہ اصل شے ہے جو کسی بھی انسان کو کندن بناتا ہے اور گھریلو ماحول بہتر نہیں ہے تو آپ باہر کچھ نہیں کر سکتے، جو آدمی فساد خون کا شکار ہو اس کے اوپری بدن پر کسی مرہم کے لگانے سے اس کو صحت نصیب نہیں ہوگی، علاج فساد خون کا ہی کرنا ہوگا، اسی طرح ہم کو سب سے پہلے اس کی فکر کرنا چاہئے کہ ہمارے گھر مغربیت، فیشن پرستی اور لادینی اثرات سے پاک ہوں، ہم اگر اپنے گھروں میں ریڈیو پر گانے سنتے ہیں، ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے ہر طرح کے پروگرام دیکھتے ہیں اور اپنے بچوں کو مغربی تعلیم دلاتے ہیں، ان کی دینی تعلیم کی فکر نہیں کرتے تو پھر ہم یہ امید کس طرح کر سکتے ہیں کہ آنے والی نسل بہترین مسلمان اور مفید انسان بن سکے گی اور کس طرح ہمارا گھر پاک وصاف رہ سکے گا اور کس طرح ہمارے بچوں کو ماؤں کی وہ گود مل سکے گی جس میں پل کر امام حسن بصریؒ، سفیان ثوریؒ، امام بخاریؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور لاتعداد علماء، شہداء اور مجاہدین تیار ہوئے۔

جو ماحول اس وقت ہمارے گھروں کا ہے اس کے نتیجہ میں تو فلمی اداکار، ناچنے گانے والے اور بازاری قسم کے لوگ ہی ملت کو نصیب ہو سکتے ہیں، اس لئے ہم کو سب سے پہلے اپنے گھروں کی اصلاح کرنا چاہئے اور ایک طوفان بلاخیز جو اپنے جلو میں برائیوں اور فساد کی آگ لئے ہوئے ہے اور ہمارا معاشرہ جس کی زد میں ہے، اس کو روکنے کے لئے پوری تندہی کے ساتھ میدان میں آنا چاہئے ورنہ اگر ہم اسی طرح خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے تو خدانخواستہ وہ وقت جلد آجائے گا کہ ہماری یہ نئی نسل اسلامی وجود اور دینی تشخص کھو بیٹھے گی اور ہم ان تمام نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمائی ہیں۔

☆☆☆☆☆

کے خیال سے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان اور شب قدر سے سرفراز فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ ہم پچھلی امتوں سے زیادہ بلند رتبے حاصل کر سکیں اور ہر سال نفس محنت طلب اعمال سے دوچار ہوتا کہ اس کا اثر پورے سال رہے۔ (صراط مستقیم ص/۹۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

روزہ سے انسان کو فرشتوں کی مشابہت حاصل ہوتی ہے، ملائکہ کا محبوب بن جاتا ہے، اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ قوت بہیمیہ کمزور ہو جاتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اکابر اہل دین کے تاثرات پڑھ لینے کے بعد یہ بھی سن لینا چاہئے کہ سب سے زیادہ ڈرنے کی بات یہ ہے کہ کہیں یہ عمل خدا کے یہاں سے ردنہ ہو جائے اس لئے بعض بزرگوں کا طریقہ تھا کہ چھ مہینہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک ہمارے نصیب میں آئے اور اس کے بعد چھ ماہ تک دعا کرتے تھے کہ خداوندا! اس ماہ مبارک کے اعمال کو قبول فرما!۔

بعض بزرگوں پر عید کے دن رنج وغم طاری ہو گیا، لوگوں نے کہا کہ آج تو خوشی کا دن ہے یہ رنج وافسوس کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا نے احکام دیئے اور ہم نے عمل کیا، اب فکر یہ ہے کہ یہ عمل وہاں قبول بھی ہوا یا نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ لوگوں کو حکم بھیجتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک کے خاتمہ پر خدا کے دربار میں کثرت سے استغفار کریں۔

حاصل یہ ہے کہ اس مبارک مہینہ کو پوری توجہ سے گذارنا چاہئے اور اس کی بھی فکر رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان محنتوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

فکر معاصر

ثقافتی پروگرام اسلامی تصور کے تناظر میں

تحریر: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی
ترجمہ وتلخیص: محمد وثیق ندوی

کھیل، تماشے، تفریح اور دل لگی کا بہترین اور مؤثر ذریعہ ہیں جن کا مقصد اپنے غموں کو غلط کرنا، تھکے ماندے جسم میں تازگی اور نشاط پیدا کرنا ہوتا ہے، تھکے اور بجھے دلوں کو بہلانے اور غموں کو غلط کرنے کے لیے لوگوں نے جدا جدا اسباب ووسائل اپنا رکھے ہیں، یہ تنوع اور تفریح کے الگ الگ طریقے ہر دور میں پائے جاتے رہے ہیں۔ چونکہ تفریح اور دل بستگی انسانی ضرورت ہے خصوصاً ان لوگوں کے لیے یہ ضرورت اور بڑھ جاتی ہے جو جسمانی محنت ومشقت اور خدمت کے کام انجام دیتے ہیں اور ان کو انجام دیکر تھک جاتے ہیں۔ معاشرہ میں اس طرح کے لوگوں کی کافی تعداد پائی جاتی ہے جن میں علماء، ادباء، دانشور، اسکالرس اور ملازمین ومزدور پیشہ افراد بھی شامل ہیں، جن میں تقریباً سبھی لوگ ذہنی وجسمانی محنت ومشقت والے امور انجام دیتے ہیں۔

تفریح تھکاوٹ دور کرنے کے سلسلہ میں ان کا موقف ایجابی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیل کود کے ذریعہ نشاط حاصل کرنے کے سلسلہ میں فرمایا: "روحوا القلوب (ساعة فساعة) واطلبوا لها طرائف الحكمة فإنها تمل كما تمل الأبدان" (اپنے دلوں کو وقفہ وقفہ سے فرحت پہونچاؤ اور اس کے لئے نوادر اور حکمت پر مبنی لطائف تلاش کرو، اس لئے کہ دل بھی اکتاتے اور تھک جاتے ہیں جس طرح بدن تھک جاتا ہے)۔ (تفسیر روح البیان، سورہ لقمان: ۷/۵۰)۔

اسلام نے دلوں کو فرحت ومسرت کے لئے جائز امور ووسائل کو اپنانے کی دعوت دی ہے۔ اسلام نے تیر اندازی، جہاز رانی اور گھوڑ دوڑ کو خاص اہمیت دی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كل شئ ليس من ذكر الله تعالى فهو لهو إلا أربع خصال: مشي الرجل بين الغرضين، وتأديب فرسه، وملاعبة أهله، وتعليم السباحة" کہ خدا تعالیٰ کے ذکر سے جو چیز خالی ہو وہ لہو ہے، البتہ چار چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں (۱) تیر اندازی کے وقت دوڑنا (۲) گھوڑے کی پرورش وپرداخت (۳) اپنے خاندان کے ساتھ ہنسی مذاق کھیل کود اور دل لگی کرنا (۴) اور تیرا کی سیکھنا۔ (رواہ احمد) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "علموا أولادكم السباحة والرماية وركوب الخيل" کہ تم اپنی اولاد کو تیر اندازی، تیرا کی، اور گھوڑوں کی سواری سکھاؤ (موسوعۃ الرد علی المذاہب الفکریۃ: ۴/۳۴۱)۔

قدیم زمانے میں خوشی حاصل کرنے اور دل بہلانے کے لئے جو وسائل عام تھے، ان میں شکار، کسرت ورزش اور داستان گوئی، شعر وادب اور سیر وتفریح شامل تھیں ان کے علاوہ بعض فنی کام مثلاً سنگ تراشی، تصویر کشی، نغمہ سنجی، موسیقی، نیز دینی وجسمانی تکان کو دور کرنے والی دیگر چیزیں رائج تھیں جن سے دینی تکان دور ہوتا ہے اور انسان فرحت وسکون محسوس کرتا ہے، ان وسائل اور تفریح کا مقصد کام میں تسلسل پیدا کرنا اور اس میں مزید اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ کتاب البخلاء کے مصنف مشہور عربی ادیب جاحظ نے اپنی کتاب میں اس جانب اشارہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: مخاطب بعض لوگوں کی تحقیق کے مطابق فتح بن خاقان ہے جو متوکل کا مشیر اور وزیر تھا۔ "قلت: اذكر لي نوادر البخلاء، واحتجاج الأشحاء، وما يجوز من ذلك في باب الهزل، وما يجوز منه في باب الجد، لأجعل الهزل مستراحاً والراحة جماماً فإن للجد كداً يمنع من معاودته ولا بد لمن التمس نفعه من مراجعته" (آپ نے مجھ سے بخیلوں کے نادر واقعات، حریصوں کی حیلہ بازیاں نیز مزاح، ہزل اور سنجیدگی کے باب میں کچھ بیان کرنے کی فرمائش کی تاکہ اس کے ذریعہ آپ جی بہلائیں اور جی بھر کر سکون وآرام حاصل کریں۔ اس لیے کہ مسلسل محنت تکان پیدا کر دیتی ہے، ایسے شخص کے لیے طنز ومزاح اور تفریح کا مشغلہ ضروری ہوتا ہے)۔ (کتاب البخلاء: ۱/۱۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء)۔

سہل بن ہارون کا قول ہے کہ مزاح کا ایک وقت اور ایک محل ہوتا ہے اور سنجیدگی اور محنت ومشقت کا وقت اور محل، ان دونوں میں افراط وتفریط ہو جائے تو اگر زیادتی ہو تو فساد پیدا ہو جاتا

ہے، اور اگر کمی ہو تو اس سے عیب پیدا ہو جاتا ہے، امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی مشہور کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں مزاح کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: مزاح پر مداومت یا اس سے یکسر احتراز دونوں باتیں قابل مذمت ہیں تاہم جو مزاح ان دونوں امور سے خالی ہو وہ قابل مذمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قالوا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انك تداعبنا قال انی لا أقول الاحقا"

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ہم سے مذاق بھی فرمالیتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں، مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا) [شمائل ترمذی ص/ ۱۲۸]

اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ تفریح ومزاح پیہم مشغول اور مسلسل جدوجہد کرنے والے انسان کے اندر نشاط اور تازگی پیدا کرنے کے لیے ایک لازمی عنصر ہے۔ گذشتہ دور میں تفریح طبع وسائل نہ صرف یہ کہ دل لگی اور تفریح طبع کا باعث ہوا کرتے تھے، بلکہ اس سے جسمانی ورزش جیسے اور بھی بہت سے فوائد حاصل ہوتے تھے۔ اس وقت انسان جو کھیل پسند کرتا تھا اس سے جسم انسانی کو قوت اور جلا ملتی تھی، اس میں محنت ومشقت کی ضرورت ہوتی تھی مثلاً دوڑ، تیراکی، تیر اندازی، نیز ذکاوت وفطانت جیسی چیزیں اور انسان کو تقویت بخشنے والے دیگر وسائل وذرائع، اس کے لیے ایسے کھیلوں کا انتخاب کیا جاتا تھا جن سے ذہانت وفطانت بڑھتی ہے اور علم وادب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں داستان گوئی روایات ومقامات، الف لیلہ اور دیگر وہ کتابیں جو حکمت اور لطف سے پُر ہوتی تھیں جیسے کلیلہ ودمنہ اور کتاب البخلاء ان کتابوں کو عظیم عالموں اور ادیبوں نے انھیں مقاصد کے لیے تالیف کیا اور بہت سے نیک طینت مصنفین نے ایسی کہانیاں لکھیں جو بیک وقت تربیت اور تفریح دونوں کام کرتی تھیں، ہر زبان وادب میں خصوصاً عربی، اردو میں اس قسم کی کہانیوں اور داستانوں کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔

شعر وادب کی محفلیں بھی اس مقصد کے لیے بکثرت قائم ہوتیں اور طرحی مشاعرے اور شعری نشستیں ہوتی تھیں، نیز پہیلیاں بوجھنے اور پیچیدہ نکتوں کو حل کرنے اور داستان گوئی جس میں تخیلاتی، طلائی اور جانبازی کی داستانیں وحکایتیں اور سیر وسیاحت کے دلچسپ مناظر ومشاہد کے بیان کی مجلسیں ونشستیں ہوتی تھیں۔

لیکن اس دور میں یورپی تہذیب وثقافت کے اثر سے تفریح ومزاح کا طریقہ یکسر بدل گیا ہے اب یہ وسائل اور سرگرمیاں علمی، فکری اور جسمانی فوائد سے خالی ہوگئی ہیں۔ اب ان کا مقصد محض دل لگی رہ گیا ہے۔ اور وہ چیزیں جو گذشتہ زمانے میں چند لوگوں کے ساتھ خاص تھیں اب وہ عام ہوچکی ہیں اور سوسائٹی کا ہر فرد اس کی زد میں آگیا ہے اور ان کا اثر کام اور تعلیم کے وقت پر پڑنے لگا ہے، دوسرے ان میں انسانی اور اخلاقی قدروں کی رعایت بھی ختم ہوگئی ہے۔

اسباب تفریح کے اس رجحان کا یورپ کی قدیم تاریخ اور روایات سے گہرا تعلق ہے، قدیم زمانہ میں روم اور یونان (Greek) نے دل لگی اور تفریح طبع کے میدان میں وحشیانہ طریقے اپنا رکھے تھے، جیسے انسان وجانور کی کشتی جسم انسانی میں آتش زنی اور اس کی موت سے لطف اندوز ہونا اور انسان کو موت کے منھ میں ڈال کر اس کے تڑپنے اور موت سے مقابلہ آرائی کے مناظر سے دل بہلانا۔ اس کا تعلق یورپ کے ان حالات سے تھا جن میں جنگ اور سفا کی عام تھی، موجودہ دور میں فن اسی تصور سے متاثر ہے۔

اسی طرح فن پُر فریب اور دلکش طریقوں سے ذہنوں کو متاثر کرنے کا ذریعہ ہے جو انسان کی طاقت وقوت اور افکار وخیالات پر غیر شعوری طور پر مستولی ہوجاتا اور اس کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ پھر اس کی خاطر انسان اپنی جان ومال اور عزت وآبرو کے تقاضوں سے بے خبر ہوکر اس کے مظاہر اور اس کے مضامین کی دلفریبی میں کھویا رہتا ہے اور اگر اس کا اثر حدود سے تجاوز کر جائے تو ان تمام امور سے رشتے منقطع کرلیتا ہے جو متانت، سنجیدگی حلم وبردباری اور صبر ووقار کے متقاضی ہوں اور زندگی کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، کیونکہ ''فن'' لوگوں کے دلوں کو موہ کر انہیں اپنے خیال میں گم کردیتا ہے، اس کی شکلیں اور تعبیرات ذہن میں گھومتی رہتی ہیں، اس سے دلچسپی بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ نشہ کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے، بعض لوگ کسی فنی مظاہرہ کو بار بار دیکھتے ہیں اور دوسروں کو ترغیب دیتے اور اس کا ہر وقت چرچہ کرتے رہتے ہیں، جس کے نتیجہ میں انسان اشتعال انگیزی کی طرف

ٹوٹ پڑتا ہے، اگر اس میں جنسی مضامین یا مظاہر ہیں تو اس کا ذوق پیدا ہوجاتا ہے ''فن'' ایسا معلم ہے جس کی تعبیر دلکش اور شکل جاذب نظر ہے وہ ذہن تک پہونچنے کا مختصر ترین راستہ ہے۔

گذشتہ زمانہ میں ہر فن سے تعلق رکھنے والے ''فنکار'' کہلاتے تھے، اس سے نفع اندوزی کے خاص مواقع ہوتے تھے، اسی طرح اپنے ''فن'' کو پیش کرنے کے بھی مخصوص مقامات ہوتے تھے، لیکن موجودہ زمانہ میں اس ''فن'' نے ایسی ترقی کرلی ہے کہ زندگی کے بیشتر پہلوؤں پر اس کا سکہ جما ہوا ہے، اب سیاسی لیڈر بھی فنکار، تاجر بھی فنکار اور فوجی بھی فنکار ہے، ''فن'' اب ذہنی کمال کے ایسے مظاہرہ کا نام ہے، جو دوسرے کو فریب میں مبتلا کردے۔

بیشتر ممالک کے حکمراں ''فن'' کو اپنی شخصیت کی تعمیر کے لئے سب سے بڑے وسیلے کے طور پر استعمال کررہے ہیں، اور انہوں نے وسائل ابلاغ کو تعلیم وتربیت کے بجائے لذت نفس کے حصول کا ذریعہ بنادیا ہے، اس طرح فنون لطیفہ فتنوں کی آماجگاہ بن گئے ہیں۔ جن میں ہر شخص ذہنی عیاشی اور تفریح طبع کے لئے مشغول رہتا ہے اور کوئی اخلاقی یا سماجی رکاوٹ بھی اس کے درمیان حائل نہیں ہوپاتی، کیونکہ مغربی تہذیب میں قدروں اور اخلاقیات کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور اخلاقی تصویر نیز خیر وشر کا تصور وہ نہیں ہے جو مذہب اور اخلاق سکھاتا ہے، اعمال کا محاسبہ حقوق کی فکر اور انجام کار کی پروا کرنا ایک ایسا تصور ہے جو اس ترقی کے تصور کے ساتھ میل نہیں کھاتا بلکہ وہ قدامت پسندی یا بنیاد پرستی سمجھا جاتا ہے۔

فن کے بارے میں مغرب کے اس طرز فکر کو ہر ملک نے قبول کرلیا ہے، ترقی پسند اصحاب قلم نے بھی اس نقطہ کو اختیار کرلیا ہے، اگر کوئی آواز فن کے اس رخ کے خلاف اٹھتی ہے تو وہاں کے رسائل اور ذرائع ابلاغ اس پر اتنے چراغ پا ہوتے ہیں کہ اعلیٰ اقدار اور صحف سماویہ پر زبان طعن دراز کرنے لگتے ہیں اور دین کو آرٹ کا دشمن اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دینے لگتے ہیں، اور اخلاق کی تعلیم دینے والوں کو بنیاد پرستی کا طعنہ دیتے ہیں، فن کے اسی دفاع کے ساتھ، یہی اصحاب قلم نوجوانوں کی بے راہ روی اخلاقی کرپشن، امن کے بحران، لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت گری کے واقعات اور عورتوں کے اغوا کئے جانے کی شکایات بھی کرتے رہتے ہیں، لیکن ان کے مسببات پر ان کی نظر نہیں جاتی، اور پھر جب حالات کو پرامن بنانے اور شر وفساد کو ختم کرنے کی حقیقی کوششیں کی جاتی ہیں تو یہی واویلا بھی مچاتے ہیں۔

بچے اور بچیوں کے اغواء کے واقعات ہر ملک میں بکثرت پائے جارہے ہیں، بچوں میں جرائم کا رجحان بھی اس وقت عام ہورہا ہے، جرائم کی تصویر سے دہشت انگیزی تیز تر ہورہی ہیں، اور یہ مسئلہ انتہائی سنگین اور عالمی پیمانہ پر موضوع بحث بن چکا ہے، جس پر کنٹرول پانا ترقی پسند ممالک کے لئے بھی دشوار ترین امر ہے، کیونکہ ہر حکومت کو اس کے مضرات لاحق ہورہے ہیں اور نئی نسلوں کا رجحان اس طرح بڑھ رہا ہے تقریباً تمام ملکوں میں اس قسم کی تحریکوں کا جال پھیلا ہوا ہے، ان میں سے بعض کرائے پر بکنے والے افراد کی خدمات حاصل کرکے مال کمانے کی فکر میں ہیں۔ یہ تنظیمیں اکثر مقامات میں انتشار وانارکی اور مذہبی بے راہ روی کا باعث بنی ہوئی ہیں، تنہا ہندوستان میں مختلف شکلوں میں اس طرح کی سینکڑوں تنظیمیں کام کررہی ہیں، ان میں بعض حزبی پیمانہ پر بعض ملکی اور قومی پیمانہ پر اور بعض اقتصادی ومعاشرتی پیمانہ پر ہیں، جن میں حکومتوں کا بھی ہاتھ ہوتا ہے، اور وہ ان سرکشوں وشر پسندوں کا ساتھ دیتی ہیں۔

ہمارے زمانہ میں کھیل (Sports) بھی فائدہ سے زیادہ نقصان پہونچانے کا کام انجام دے رہے ہیں، وہ نوجوانوں کے ذہنوں کو متاثر کررہے ہیں، یہ علاقائی اور محدود رہنے کے بجائے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ عالمی حیثیت اختیار کرگئے ہیں، اور شہر ودیہات کے لوگ ان پروگراموں کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں انھیں اسکولوں، لائبریریوں اور کارخانوں میں دکھایا جاتا ہے، میچ کے دوران تعلیم اور دفتری متاثر ہوتا ہے کھلاڑیوں کی زندگی اور کھیل کے ذریعہ ان کی اقتصادی خوش حالی کے تذکروں اور ان کی ثقافت اور کردار سے نوجوان متاثر ہوتے ہیں اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ پیشہ ور ملازم اپنے کاموں سے، اور طلباء تعلیم وتعلم سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور سارے کام تعطل کا شکار ہوجاتے ہیں۔

ان مقابلوں اور میچوں سے بھی ایک قدم آگے ہیں ٹی وی کے پروگرام اور فلمیں، ویڈیو، ویڈیو گیمس، یہ نہ صرف اخلاق وکردار پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ ان کے ذریعہ علمی استعداد اور خداداد استفادہ کی صلاحیت بھی مفقود ہوجاتی ہے، موجودہ دور میں ان وسائل کی اشاعت اتنے زوروں پر ہے کہ ہوائی اڈوں، پلیٹ فارموں،

سڑکوں، پارکوں اور مدارس وکالجز وغیرہ میں ٹی وی سیٹ لگادیے گئے ہیں، ہوٹلوں اور کلبوں کا تو کہنا ہی کیا، یہ سارے ہی نشری ادارے جذبات واحساسات کو برانگیختہ کرنے والے پروگرام پیش کرتے ہیں خواہ وہ انسان کو غیر انسانی حرکتوں، جرائم وظلم اور زیادتی پر ابھارتے ہوں اور انسان کی قوت عمل کو بڑھانے کے بجائے اس کی کارکردگی دیکسوئی کو کم کرتے ہیں بلکہ معطل کردیتے ہوں۔

ان مذکور سامان تفریحات کے علاوہ وہ شبینہ کلب اور لہو ولعب بھی ہیں جو رقص وسرور اور نغمہ وربط پر مشتمل انتہائی نازیبا پروگرام پیش کرتے ہیں ان میں مرد وعورت جوان وبوڑھے اور عیش پسند وناجائز پیشہ افراد جن میں نہ کوئی پردہ ہوتا ہے اور نہ تکلف وحیا کبھی شامل ہوتے ہیں۔

اسی طرح شب باشی کے پروگرام اور سپر اسٹار و فائیو اسٹار ہوٹل میں جو ہیجان انگیزی اور غیر فطری جذبات ابھارنے کا کام انجام دیتے ہیں اور ایسے اداکاروں اور شائقین کے بے جا اختلاط کا موقع فراہم کرتے ہیں جو غیر فطری ماحول کے پروردہ ہوجاتے ہیں۔ آج ان اداکاروں کی نقالی کا نشہ اس طرح زوروں پر ہے کہ لباس اور کھانے پینے حتیٰ کہ زندگی کے بیشتر معاملات میں ان کی نقالی کی جاتی ہے اور ان کو اپنا آئیڈیل بنایا جاتا ہے۔ نوجوان ان پر فریفتہ ہوتے ہیں اور ان سے اس قدر محبت وعشق کرتے ہیں کہ ان کے ذکر سے قلم کو حجاب ہوتا ہے صحافت نے بھی اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس وقت اخبارات کے پورے پورے کالم بلکہ صفحات ان اداکاروں کے لئے وقف ہوتے ہیں جن میں ان کی زندگی اور فن کے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ان اخبارات ورسائل میں فلمی ستاروں کی زندگی کو بڑی وارفتگی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ آج فلمی ستارے نوجوانوں کے لئے آئیڈیل اور مثالی بنے ہوئے ہیں، جس کا اثر براہ راست ذہن ودماغ کے نشاط اور اس کی دلچسپیوں پر پڑرہا ہے۔ ہر وقت انھیں کی باتیں اور وہی موضوع اور ان کی اباحت پرستی اور غیر اخلاقی کرداروں کو بڑے ذوق وشوق سے عام کیا جاتا ہے۔

اس وقت دل بستگی کے کلب اور سوسائٹیاں پوری دنیا میں قائم ہیں جن میں کچھ عیش پسندوں، اہل ثروت اور اعلیٰ افسران کے لئے خاص ہیں اور کچھ عام۔ یہ سرگرمیاں عالم اسلام کے اندر بھی ریاضت وثقافت اور فنون لطیفہ کے نام سے زوروں پر ہیں، تفریح خاطر کے یہ کلب اور سوسائٹیاں عالی پیمانے پر قائم ہیں جن میں نوجوانوں اور سادہ لوح نوخیزوں کو ہدف بنایا جاتا ہے اور وہ ان پروگراموں میں پوری دلچسپی لیتے ہیں۔ جوان کے ذہن ودماغ پر چھاجاتے ہیں، اس کے ذریعہ ان کے اندر مغربی افکار پرورش پاتے ہیں جن میں روٹری کلب (Rotary Club) لائنس کلب اور ان کے علاوہ دیگر کلب ہیں جن کی زمام کار صہیونیت اور عیسائیت کے ہاتھوں میں ہے اور ہر ملک میں ان کے Network ہیں جن میں پروگرام منعقد ہوتے ہیں اور ان میں مثقف افراد کو مدعو کیا جاتا ہے، یہ موقع افکار وخیالات کی اشاعت اور ترویج کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں جن سے بہتر موقع شاید ہی انہیں میسّر آتا ہو۔

اس سے کسی کو اختلاف نہیں کہ تفریح ایک انسانی ضرورت ہے، لیکن بس ایک محدود دائرے میں اور بقدر ضرورت اور کچھ آداب وشرائط کی رعایت کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ تفریح تو محض دل لگی اور دلچسپی کی خاطر ہے نہ کہ مقصد حیات ہے۔ یہ زندگی کا ایک جز ہے۔ اصل زندگی نہیں، آج تہذیب نو نے تفریح ومزاح کو حد سے زیادہ اہمیت دے رکھی ہے اور یہ اعلیٰ طبقہ کا ایک فیشن بن گیا ہے۔ ساتھ ہی اب یہ اپنی افادیت اور اہمیت سے بھی عاری ہوگیا ہے۔ آج ان وسائل پر ایسے افراد اور اداروں کا تسلط ہے جو نہ تو اعلیٰ اور مثالی اخلاق وکردار کے حامل ہیں اور نہ ہی وہ محرمات پر کان دھرتے ہیں۔ سوسائٹی میں بھی ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔

ان وسائل کے نقصانات میں اس وقت مزید وسعت پیدا ہوگئی جب اس کا تعلق میڈیا سے ہوگیا۔ اور گھر گھر سامان تفریح پہنچ گئے اور مہذب اور غیر مہذب، امیر وغریب سبھی ان وسائل کے استعمال پر قادر ہوگئے، حتی کہ مزدور پیشہ بھی اپنے گھروں میں اس آفتِ جان کو لے آئے جوان کے لئے بظاہر کسی ''عظیم نعمت'' سے کم نہیں، دیکھتے ہی دیکھتے یہ وسائل معاشرہ کی ایک ایسی ضرورت بن گئے کہ ان کے بغیر جینا مشکل سمجھا جانے لگا ہے۔ اور ان کو تہذیب وتمدن کا معیار اور پیمانہ سمجھا جانے لگا ہے، انجام کار یہ وسائل جوٹی وی، ریڈیو اور ڈش کی صورت میں موجود ہیں، اخلاق وکردار کو بگاڑتے اور انہیں موجودہ تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے متاثر کرنے میں اہم رول انجام دینے لگے ہیں، یہ زندگی کے اعلیٰ معیار کو

پست کرنے اور اس کے عمل کو بے اثر کرنے میں نمایاں کردار ادا کررہے ہیں، اور یہ وسائل ملحد تہذیب وثقافت کو معاشرہ میں منتقل کرنے میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

گزشتہ زمانہ میں ہمت اور جرأت، دیانت اور مروت وصداقت، قربانی اور ایثار، علم کی تلاش وجستجو، اہل ہنر کی قدر ومنزلت اور تلاش میں جانفشانی، سیاحت اور جفاکشی، اصول پسندی اور اصولوں کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کی مثالیں اور واقعات بیان کئے جاتے تھے اور بچپن ہی سے ذہنوں کی تشکیل کی جاتی تھی۔ اس کے مقابلہ میں موجودہ زمانہ میں ایسی مثالیں اور نمونے پیش کئے جاتے ہیں جو ان ساری خصوصیات سے عاری ہوتے ہیں بلکہ ان کی زندگی میں اس کے مخالف رجحانات اور اقدامات پائے جاتے ہیں، علم وتربیت سے جس ذہن کی تشکیل ہوتی ہے، تفریح کے وسائل سے اس تشکیل کو بدل دیا جاتا ہے اور اس میں فاسد عناصر داخل کردیئے جاتے ہیں اس طرح معاشرہ کے صالح عناصر کم اور کمزور ہوجاتے ہیں اور فاسد عناصر طاقتور ہوتے رہتے ہیں۔ فوجی نظام میں اس شعبہ کو تعلیم سے جوڑ دیا ہے، اس لئے تعلیم یافتہ طبقہ ان مفاسد سے زیادہ متاثر ہوجاتا ہے اور حکومتوں کی سرپرستی اسکو حاصل ہوتی ہے اور اس کو وزارت کی ذمہ داریوں میں شامل کردیا جاتا ہے، اسلامی نظام تعلیم میں اس شعبہ کو اپنے تصور کے مطابق اختیار کرنا چاہئے جس سے اسکے مفید پہلو باقی رہیں اور فاسد عناصر سے سماج محفوظ رہے، اس کے لئے اس کے حدود اور ضرورت اور اخلاقی تقاضوں کی رعایت کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔ اسلام کا موقف امالہ اور اصلاح ہے ازالہ کا نہیں، اور اعتدال کا ہے افراط وتفریط کا نہیں۔

اسلام نے تجارت کے بارے میں جو اصول بیان کیا ہے وہی اصول تفریح کے وسائل پر بھی منطبق ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [سورہ نور: ۳۷]

اس شرط کو ثقافتی پروگراموں پر منطبق کرنا چاہئے کہ وہ اسلامی آداب کے دائرہ میں ہوں اور ضرورت کے مطابق ہوں اور ان کے اوقات بھی متعین ہوں، جو دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں حائل نہ ہوں، اور ان میں افادیت کا لحاظ رکھا جائے، یہی اصول فن ثقافت اور اعلام پر منطبق کرنا ہوگا جس طرح لباس، کھانے پینے اور اجتماعی اور انفرادی زندگی کے لئے اصول مقرر ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیت قرآنی پیش نظر رہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [سورہ نور: ۱۹] (جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے)۔

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید ودیدہ زیب طباعت

☆ تجدید تصوف وسلوک

از حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ

جس میں تصوف سے متعلق ہر قسم کی علمی وعملی غلطیوں اور غلط فہمیوں کو دور کرکے بتلایا گیا ہے کہ حقیقی تصوف دراصل کمال اسلام اور کمال ایمان کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور بے صوفی بنے اسلام کی دنیوی واخروی، انفرادی واجتماعی برکات وثمرات کا حاصل ہونا عملاً ناممکن ہے۔

☆ فی ظلال السیرۃ

☆ العالم الاسلامی الیوم - قضایا وحلول

از حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ

(جدید ایڈیشن، بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے)

نوٹ: طلباء کے لئے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

رسید کتب

تعارف وتبصرہ

.....مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

نام کتاب: غزلیات میکش
شاعر: آغا محمد حیدر میکش لکھنوی مرحوم
مرتب: ڈاکٹر انور حسین خان
ناشر: آغا محمد حسن تعداد: چھ سو (۶۰۰)
صفحات: ۱۳۵ قیمت: ۱۰۰/ روپے

تقریباً ایک صدی قبل کے لکھنؤ کا نقشہ خیال میں لائیے اور اس وقت کی لکھنوی ثقافت و زبان کی نزاکت کا تصور جمایئے تو نظر آئے گا کہ اصحاب قلم وقرطاس کی ایک انجمن اور بزم سخن کے شناوروں کی ایک کہکشاں موجود ہے جس میں ہر ستارہ اپنی جگہ پر آفتاب ومہتاب ہے، اور استاذ شعراء کی معتدبہ تعداد جلوہ افروز ہے، تہذیب وثقافت کی اس سرزمین پر ۱۹۱۶ء میں آغا میکش نے بھی جنم لیا اور چونکہ قدرت نے شعر گوئی کا ملکہ فطرت میں ودیعت کر رکھا تھا، اسلئے جب ذرا ہوش سنبھالا اور تعلیم میں شدید ہوئی اسی وقت سے ایک ایک بڑے استاذ بے خود موہانی کے مشورہ سے شاعری کا آغاز کیا، اور پھر یہ آغاز اختیام زندگی پر اختتام پذیر ہوا۔ وہ اپنی فطری آواز کو شعر کے قالب میں ڈھالتے ہیں؛ لیکن حالات اور افتاد طبع نے کسی جگہ قرار نہ لینے دیا اور بالآخر لکھنؤ چھوڑ کر ضلع بارہ بنکی موضع بروٹی میں بود وباش اختیار کرلی اور یہیں پر زندگی کی شام ہوگئی۔

میکش صاحب کے حالات زندگی پر نظر ڈالیے تو وہ شاعر سے زیادہ ادیب ونثر نگار نظر آتے ہیں۔

کتاب کے مرتب ڈاکٹر انور حسین خاں کے بقول: ”انہیں شعر گوئی کا ملکہ قدرت کی طرف سے بخوبی ودیعت ہوا تھا، ان کے کلام میں تاثیر، آب وتاب اور چمک خاص موجود ہے، کلام میں کہیں بھی ادبی لغزش، فنی نقص یاس اشعار کی بندش وچستی میں کمی نہیں ہے، جدت طبع، بلند تخیل، روانی، تازگی اور صداقت پسندی ان کی شاعری کی دوسری نمایاں خصوصیات ہیں“۔

شاعری جب محض لفاظی یا تصوراتی و جمالی شاعری سے بلند ہوکر زندگی کے حقائق کی ترجمان ہوتی ہے تو وہ پھر زندہ جاوید ہوجاتی ہے، چونکہ میکش کی شاعری بھی حقائق کی ترجمان ہے اسی لیے اس میں تازگی اور زندگی پائی جاتی ہے، وہ کہتے ہیں۔

مضمر ہے کشاکش ہی میں ہنگامہ ہستی
صد شکر کہ دل آج بھی محروم سکوں ہے

کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہے، خوشخط لکھی گئی اور اس قابل ہے کہ شاعری سے دلچسپی رکھنے والے اسکا مطالعہ کریں اور اس سے اپنے احساس وشعور کو جلادیں۔

اس کتاب میں قاری کو غزل کی لطافت ونزاکت، تشبیہات وتمثیل کی نازک خیالی اور زبان وبیان کا حسین اسلوب ملے گا۔

دوران مطالعہ بہت سے ایسے اشعار ملے یہاں پر چند اشعار ناظرین بھی ملاحظہ کرلیں۔

ہم نشیں اپنے مقدر کی شکایت کرکے
مری رعنائی افکار کو برباد نہ کر

فردوس بداماں ہے وہی جادۂ پرخار
جو رہگزر آبلہ پایان جنوں ہے

بے دھڑک چلتے رہو اے آبلہ پایان شوق
یہ نہ پوچھو اور کتنی دور ہے منزل ابھی

قفس کو توڑ کے اے عندلیب زار آجا
تیرے بغیر چمن میں بڑی اداسی ہے

☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت

☆ معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء (سکروری) کے استاذ ماسٹر عبدالحق صاحب کی والدہ ۱۴ر شعبان ۱۴۳۲ھ/ ۱۷ر جولائی ۲۰۱۱ء بروز اتوار انتقال کرگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ دیندار خاتون تھیں، تدفین آبائے وطن مجھواچودھری ضلع بستی میں ہوئی، قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ پندرہ روزہ ”تعمیر حیات“ کے بڑے ہی قدر دانوں میں انیس احمد صاحب (بھساول) کے والد ماجد حاجی عبدالرشید صاحب ۷۲ سال کی عمر میں بعد نماز عصر مسجد ہی میں انتقال کرگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔☆☆☆

تحفۂ رمضان

اعتکاف - مجموعۂ عبادات وکمالات

خالد فیصل ندوی

رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی عظمت وبرکت والا مہینہ ہے، اس کی فضیلت واہمیت تمام مہینوں پر بالکل عیاں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی آمد پر ارشاد فرمایا کہ: ”اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا بابرکت مہینہ (رمضان) آرہا ہے“۔ (بیہقی، مشکوٰۃ) اسی طرح اس ماہ مبارک کے آخری عشرہ کی فضیلت بقیہ دونوں پہلے اور دوسرے عشروں سے برتر ہے، یہ آخری عشرہ رمضان کی روح، سعادت وبرکت کا خزانہ اور تصفیہ وتزکیہ کا تکملہ ہے کیوں کہ اسی آخری عشرہ میں قرآن کریم جیسی باعظمت آسمانی کتاب نازل ہونا شروع ہوئی (مسند احمد، بیہقی) شب قدر جیسی خیروبرکت والی رات کا قوی امکان ہے اور اعتکاف جیسا ملکوتی عمل بھی اسی عشرہ میں مشروع ہوا۔ (زادالمعاد)

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان سب سے کنارہ کش ہوکر اور ہر طرف سے بالکل یکسو ہوکر اللہ تعالیٰ کے گھر (مسجد) میں، اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص تقرب حاصل کرنے کے لیے گوشہ نشیں ہوجائے، اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت، ذکر وتلاوت، تسبیح وتہلیل، توبہ واستغفار اور دعاء والتجا میں بالکل منہمک ہوجائے اور دنیا کے تمام جائز معمولات، تعلقات اور مشاغل کو بھی صرف بحکم الٰہی اور برضائے رضوان دس دنوں کے لیے پورے طور پر تج دے اور اپنی ساری توجہ اس امر پر مرکوز کردے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی برضا ہوجائے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو مغفرت ورحمت کا پروانہ مل جائے اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی تقرب اسے حاصل ہوجائے۔

چنانچہ امام غزالیؒ نے اعتکاف کی حقیقت یہ بیان کی ہے کہ: ”اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو ان کے روزمرہ اور معمول کی حرکات سے روک لیا جائے اور یہ بھی ایک قسم کا روزہ ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی رہبانیت (دنیا سے لاتعلقی اور اللہ تعالیٰ سے تکمل وابستگی) یہی ہے کہ وہ مساجد میں آبیٹھیں“۔ (اربعین)

حقیقت میں اعتکاف ملکوتی وآسمانی عمل ہے، اس کے ذریعہ انسان کو انقطاع الی اللہ کی دولت، رجوع الی اللہ کی سعادت اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر ہوتی ہے چنانچہ معتکف بندہ، اعتکاف کے دوران دن رات کثرت سے نوافل پڑھتا ہے، کبھی ذکر وتلاوت کرتا ہے، کبھی تسبیح وتہلیل کرتا ہے، کبھی توبہ واستغفار کرتا ہے، اپنے گناہوں اور کوتاہیوں پر آنسو بہاتا ہے اور رحیم وکریم مالک سے رحمت ومغفرت طلب کرتا ہے، کبھی دعاء والتجا کرتا ہے، جہنم سے پناہ مانگتا ہے اور جنت الفردوس کی دعا کرتا ہے، احادیث شریفہ کے مطابق معتکف کے یہ سارے اعمال عبادات ہیں، اعتکاف کی وجہ سے حقوق العباد سے متعلق جن معمولات سے وہ محروم رہ جاتا ہے، ان سارے معمولات کا ثواب بھی اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ) انہی حقائق کی وجہ سے اعتکاف کو وہ آسمانی عمل کہا جاتا ہے جو عبادات اور کمالات کا مجموعہ ہے۔

اعتکاف تمام ائمہ مسالک کے نزدیک شرعاً ”سنت“ ہے۔ (المغنی ۳/۱۸۳) البتہ احناف کے نزدیک ”سنت مؤکدہ علی الکفایہ“ ہے۔ (ہدایہ)

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی رمضان المبارک کے دوران غار حراء میں اعتکاف فرمایا ہے۔ (بیہقی) اور نبوت کے بعد تو آپ ﷺ نے تسلسل کے ساتھ ہمیشہ رمضان میں اعتکاف کا پورا اہتمام فرمایا ہے، چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات تک آپ ﷺ کا یہ معمول رہا، آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں“۔ (بخاری ومسلم) اتفاقی سفر کی وجہ سے ایک سال اعتکاف نہ کرسکے تو آپ ﷺ نے اگلے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد) اسی طرح ایک سال کسی وجہ سے درمیان میں ہی آپ ﷺ نے اعتکاف ترک فرمایا تو آپ ﷺ نے شوال کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری) سال وفات آپ ﷺ نے دس دن کے بجائے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری) آپ ﷺ کی وفات کے بعد بعض جلیل القدر صحابۂ کرامؓ اور امہات المومنین نے بھی اعتکاف کا معمول جاری رکھا، مسلمانوں نے بھی ہر جگہ اور ہر دور میں اعتکاف کی بڑی پابندی کی ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اعتکاف کی حقیقت وحیثیت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ: ”اس (اعتکاف) نے رمضان کے شعار اور سنت متواتر کی حیثیت اختیار کرلی ہے“۔ (ارکان اربعہ ۲۷۶/۲)

اعتکاف نہایت ہی مستحسن عمل ہے، اس کا

اجر وثواب بہت ہی زیادہ ہے اور یہ اعتکاف جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: جس (بندہ خدا) نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے ایک دن کا بھی اعتکاف کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیں گے اور ہر ایک خندق مغرب ومشرق کی وسعت سے بھی زیادہ چوڑی ہوگی"۔(طبرانی، حاکم)

عام دنوں میں کسی ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے؛ لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی فضیلت، اہمیت اور حیثیت بہت ہی زیادہ ہے، اس کا اجر وثواب بھی دوگنا بڑھ جاتا ہے اس کی بے انتہا اہمیت کو واضح فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "جس نے رمضان میں آخری دس دن کا اعتکاف کیا تو اس کو دو حج اور دو عمرہ کا اجر ملے گا"۔(بیہقی وترغیب) آپ ﷺ نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: "مسجدوں کے لیے کچھ کھونٹے (معتکفین) ہیں، ایسے لوگوں کے ساتھی فرشتے ہوتے ہیں، اگر وہ مسجد میں موجود نہ ہوں تو وہ فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں، اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ اس کو پورا کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں"۔(مسند احمد)

عشرۂ اخیر کے اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والا بیسویں رمضان کو دن کے آخری حصہ میں غروب آفتاب سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گزارے، اور فجر کی نماز پڑھ کر اپنے معتکف (اعتکاف کی جگہ) میں اعتکاف کی نیت کے ساتھ شوال کا چاند نکلنے تک گوشہ نشیں ہوجائے، اور اس جگہ رہے سہے، کھائے پیے، سوئے جاگے، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور ادائیگی نوافل میں مشغول ہوجائے تاکہ اعتکاف کے ذریعہ پہلے اور دوسرے عشرہ میں واقع اپنی کمیوں وکوتاہیوں کی تلافی کرسکے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ ملکوتی صفات وکمالات پیدا کرے۔

اعتکاف کے شرائط میں اس کی نیت کرنا، جامع مسجد میں اس کا اہتمام کرنا اور اس کے ساتھ روزہ رکھنا اہم ترین شرائط ہیں، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: "معتکف کے لیے شرعی دستور یہ ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے اور جامع مسجد کے سوا بھی اعتکاف نہیں ہے"۔(ابوداؤد) اسی طرح اعتکاف کے مستحب اعمال میں نوافل نماز، ذکر وتلاوت، تسبیح وتحمید، تکبیر وتہلیل، توبہ واستغفار، درود وسلام، دعائے رحمت ومغفرت، وعظ ونصیحت اور درس وتدریس کا اہتمام کرنا مستحسن ترین اعمال خیر ہیں، نیز فضول کاموں میں مشغولیت، لغو ولایعنی باتوں میں انہماک، خرید وفروخت پر توجہ، اور نیکی کے خیال سے چپ رہنا اور اسی طرح کے دنیاوی امور وغیرہ یہ سب اعتکاف کے ناپسندیدہ اعمال ہیں، چنانچہ علامہ ابن قدامہ المقدسی فرماتے ہیں کہ: "معتکف کے لیے مستحب یہ ہے کہ نماز، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی اور طاعات کے دیگر کاموں میں مشغول رہے اور لایعنی وفضول باتوں اور کاموں سے اجتناب کرے، زیادہ باتیں نہ کرے"۔

اسی طرح سے معتکف کو اپنی بیوی سے دور رہنا چاہئے اور مباشرت کے سارے اسباب وذرائع سے بچنا چاہئے۔(سورۃ البقرہ/۱۸۷) نیز دیگر حقوق العباد مثلاً جنازہ کو کندھا دینے، نماز جنازہ پڑھنے، اور قبرستان جاکر مٹی دینے اور کسی مریض کی عیادت وتیمارداری کرنے کے لیے مسجد سے معتکف کا نکلنا ممنوع ہے البتہ انسانی ضروریات (پیشاب پاخانہ اور گھر سے کھانا لانے) کے لیے مسجد سے نکلنا بدرجۂ مجبوری جائز ہے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معتکف ہوتے تھے تو انسانی ضروریات (پیشاب پاخانہ) کے سوا آپ ﷺ کسی دوسری ضرورت کے لیے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔(بخاری ومسلم) اور دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ: "معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کے لیے نہ جائے اور نہ کسی جنازہ پر حاضر ہو اور نہ اپنی عورت کو چھوئے، نہ اس سے مباشرت کرے اور کسی حاجت کے لیے اپنی جگہ سے نہ نکلے مگر جس کے لیے نکلنا بے حد ضروری ہو مثلاً کھانے پینے یا قضائے حاجت کے لیے جانا"۔(ابوداؤد، بیہقی)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپؐ کے ساتھ ساتھ حضرات امہات المومنینؓ نے بھی اعتکاف کیا ہے۔(بخاری) اور بعد وفات بھی حضرات امہات المومنین کا معمول اعتکاف کا رہا ہے اسی اسوہ کی بنا پر حضرات علماء نے عورت کے اعتکاف کو شوہر یا ولی کی اجازت کے بعد جائز قرار دیا ہے لیکن عورتوں کے لیے اعتکاف کی افضل جگہ گھر میں نماز کی مخصوص جگہ ہے البتہ حیض کی حالت میں عورت اعتکاف نہیں کرے گی لیکن استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کرسکتی ہے۔

مذکورہ بالا احکام پر مشتمل یہ اعتکاف ایک مسلمان کے لیے بہت ہی لطیف قسم کا مجاہدہ ہے، بلاشبہ یہ تزکیۂ باطن اور تصفیۂ نفس کا بہت ہی مؤثر اور کارگر نسخہ ہے، روحانی قوت وطاقت کا ذخیرہ ہے اور ایمانی حرارت کا پیش خیمہ ہے، اگر معتکف نے اعتکاف کی حقیقت کو سمجھ کر اس کے احکام کا اپنے آپ کو پابند کرلیا تو انشاء اللہ روزہ کا مقصد اصلی وہ حاصل کرلے گا، دنیا وآخرت میں وہ قرب الٰہی کی دولت بے بہا سے ہمکنار ہوگا اور وہ معتکف رضوان الٰہی کی نعمت عظمی کا پورے طور پر مستحق وسزاوار ہوگا، اللہ تعالیٰ ہی کارساز حقیقی ہے، خیر کثیر کی توفیق دینے والا ہے اور ضعیف وناتواں بندہ کی ہر عبادت کو قبول کرنے والا ہے۔

ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم.

☆☆☆☆☆

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: روزہ کی حالت میں اگر غسل کرتے وقت کان میں پانی چلا جائے تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا یا نہیں؟

جواب: بحالت روزہ غسل کرتے وقت اگر بلاارادہ پانی کان میں چلا جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بلکہ بلاارادہ کان میں پانی ٹپکانے سے بھی مفتی بہ قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔(فتاوی ہندیہ:۱/۲۰۴)

سوال: مسوڑھوں سے خون نکل کر اگر پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر خون حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا؛ لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ خون کی مقدار زیادہ ہو اور تھوک کم ہو، لیکن اگر تھوک زیادہ ہو اور خون کم تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔(ردالمحتار:۳/۳۶۸)

سوال: روزہ کی حالت میں اگر دانت نکلوایا جائے تو کیا اس سے روزہ پر کوئی اثر پڑے گا؟

جواب: روزہ کی حالت میں اگر دانت نکلوانے کی ضرورت پڑجائے تو نکلوانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر خون حلق کے اندر چلا جائے اور وہ تھوک سے زائد ہو جیسا کہ اس کا امکان رہتا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ لیکن اگر شدید مجبوری نہ ہو، محض معمولی تکلیف ہو تو اس صورت میں بحالت روزہ دانت نکلوانا مکروہ ہے۔

سوال: روزہ کی حالت میں کسی مریض کے لیے اپنا خون بذریعہ انجکشن نکال کر دینا یا اپنے ٹسٹ کے لیے نکالنا کیسا ہے؟ کیا اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا؟

جواب: خون نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا ہے، پچھنا ایک ایسا طبی عمل ہے جس کے ذریعہ جسم کا خراب خون باہر نکالا جاتا تھا لہٰذا بحالت روزہ خون دینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ خون نکالنے سے روزہ رکھنا دشوار ہوگا تو بلا کسی شدید مجبوری کے نکالنا مکروہ ہے، اس سے روزہ متاثر ہوگا۔(بخاری حدیث نمبر ۱۹۴۰، باب الحجامۃ)

سوال: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا ہے؟

جواب: ٹوتھ پیسٹ میں ذائقہ ہوتا ہے اور روزہ کی حالت میں کسی بھی چیز کے ذائقہ کو بلاعذر چکھنا مکروہ ہے، منہ کی صفائی مسواک سے ہوجاتی ہے اس لیے مسواک کرلینا کافی ہے، اگر نا کافی محسوس ہو تو بعد افطار ٹوتھ پیسٹ سے منہ صاف کرلیں۔(البحر الرائق ۲/۲۷۹)

سوال: بعض عورتیں رمضان المبارک کے پورے روزہ رکھنے کے جذبہ سے ایام خاص میں مبتلا ہونے سے قبل میڈیکل گولیاں کھالیتی ہیں تاکہ روزہ قضا نہ ہو، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: قضا روزہ سے بچنے اور رمضان کے پورے روزہ کرنے کے جذبہ سے ایک فطری عمل کو روکنے کی کوشش کرنا غیر فطری کام اور نامناسب حرکت ہے، اس سے بچنا چاہئے، تاہم اگر کوئی عورت ایام خاص شروع ہونے سے پہلے ہی سے دوا کا استعمال شروع کردے اور خون جاری نہ ہو تو اس نے جن ایام میں روزہ رکھا ہے، وہ درست ہوجائے گا، اگر خون شروع ہوگیا اس کے بعد دوا کھا کر خون روک لیا تو اس دن سے اتنے دنوں تک وہ ایام خاص ہی میں شمار کی جائے گی جتنے دنوں کی پہلے سے عادت رہی ہے اور ان دنوں کا روزہ نہیں ہوگا اور اگر کوئی عادت نہ رہی ہو تو تین دنوں تک خاص ایام شمار کئے جائیں گے اور ان کی قضا لازم ہوگی اور ان دنوں کا روزہ معتبر نہ ہوگا۔(خلاصۃ الفتاوی:۱/۲۳۱)

سوال: خواتین زیبائش کے لیے ہونٹ پر سرخی لگاتی ہیں کیا روزہ کی حالت میں اس کا لگانا درست ہوگا؟

جواب: اگر سرخی ہونٹ تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو تو روزہ کی حالت میں بھی اس کا لگانا جائز ہے، کیونکہ ہونٹ جسم کا باہری حصہ ہے، ہاں اگر منہ تک چلے جانے کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔(کتاب الفتاوی:۳/۳۹۳)

☆☆☆☆☆

حیات جاوداں

دنیا و آخرت

.....شاہنواز فاروقی

فرض کیجئے آپ اشیائے ضرورت کی دکان پر کھڑے ہیں اور آپ کے سامنے ایک ہی قسم کی دو چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ان میں سے ایک چیز خوبصورت ہے ،پائدار ہے اور کم قیمت ہے۔ دوسری چیز بدصورت ہے ناپائدار ہے اور مہنگی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ ان دونوں اشیاء میں سے کون سی چیز خریدنا پسند کریں گے؟ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص وہ شئے خریدے گا جو خوبصورت بھی ہے، پائدار بھی اور سستی بھی۔ بھلا اس کے مقابلے پر بدصورت، ناپائدار اور مہنگی شئے کون خریدیگا؟ دل اور عقل دونوں کا تقاضا یہی ہوگا کہ انسان خوبصورت پائدار اور سستی چیز خریدے اور وہ چیز جو بدصورت ہے، ناپائدار اور مہنگی ہے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ افسوس یہ قیاس آرائی درست نہیں۔

دنیا اور آخرت کے سلسلے میں ہمارا رویہ اس کا ٹھوس ثبوت ہے۔ دنیا بدصورت ہے، ناپائدار ہے مہنگی ہے۔ اس کے مقابلے پر آخرت خوبصورت ہے پائدار ہے سستی ہے۔ لیکن اہل ایمان کی عظیم اکثریت دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتی ہے۔ اس سلسلے میں نہ کوئی دل کی آواز سنتا ہے نہ عقل کے مشورے پر کان دھرتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ ہولناک بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں کے دل اور عقل دونوں آخرت کی زندگی کے مقابلے پر دنیا کی زندگی کے عاشق ہوتے ہیں، یہاں تک کہ انہیں دنیا آخرت سے زیادہ خوبصورت پائدار اور سستی محسوس ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں جوان، ادھیڑ عمر اور بوڑھے کی کوئی تخصیص نہیں۔ انسان قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوتا ہے اور دنیا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مر جارہا ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس صورتحال کے اسباب کیا ہیں؟

اس صورتحال کا ایک سبب یہ ہے کہ ہم دنیا اور آخرت کا موازنہ شاذ ہی کرتے ہیں۔ ہماری ساری توجہ اور ساری توانائی دنیا کے لئے وقف ہوتی ہے۔ ہماری تمام خواہشیں، آرزوئیں اور تمنائیں دنیا سے متعلق ہوتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بدصورت، خوبصورت ہوجاتی ہے۔ ناپائدار پائدار محسوس ہونے لگتی ہے اور مہنگی سستی نظر آنے لگتی ہے۔ بلکہ اکثر اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ آخرت کا تصور ذہن سے محو ہوجاتا ہے اور انسان کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہے ہی نہیں۔ اس صورتحال کے باعث انسان کی فکر میں ایک ہولناک عدم توازن پیدا ہوجاتا ہے، مگر موازنے کی عدم موجودگی عدم توازن کو محسوس ہی نہیں ہونے دیتی۔

انسانی نفسیات کا علم بتاتا ہے کہ انسان کو جو کچھ بننا ہوتا ہے آٹھ دس سال کی عمر تک بن جاتا ہے۔ اس کے بعد زندگی صرف اپنے اجمال کی تفصیل سامنے لاتی ہے۔ لیکن ہماری مذہبی تعلیم و تربیت کا نظام اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ آخرت کا تصور ہماری زندگی میں آتا بھی ہے تو اس وقت جب ہم آدھی عمر گزار چکے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا کی زندگی سے ہمارا تعلق گہرا ہوجاتا ہے اور آخرت کی زندگی سے ہمارے تعلق کی نوعیت سطحی رہتی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا بچپن سے ہمارے ساتھ ہوتی ہے اور آخرت اس وقت ہمارے تصور کا حصہ بنتی ہے جب ہمیں موت کا خوف لاحق ہونے لگتا ہے۔ مگر اس وقت تک کافی دیر ہوچکی ہوتی ہے اور آخرت ہمارے فکر و عمل کا محرک نہیں بن پاتی۔ ہمارے معاشرے میں یہ مسئلہ اس لئے سنگین ہے کہ ہماری آبادی کا ساٹھ فیصد حصہ خواندہ ہی نہیں ہے، اور جو حصہ خواندہ ہے اس اکثریت نے اسلامیات کو محض ایک مضمون کے طور پر پڑھا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے مضمون کے طور پر جسمیں انہیں کسی نہ کسی طرح ''پاس'' ہونا ہوتا ہے۔ غور کیا جائے تو اسلامیات کو ہمارے لئے بجٹیکٹ نہیں ''نصاب حیات'' ہونا چاہئے۔ آخرت پر دنیا کی ترجیح کا ایک سبب یہ ہے کہ آخرت ہمارے لئے صرف ایک ''تصور'' ہے اور دنیا ایک ''حقیقت'' چنانچہ ہم آخرت کو ایک قصے کہانی کے طور پر لیتے ہیں۔ ایسے قصے کہانی کے طور پر جس کی تفصیلات دلچسپ ہیں۔

ایمان کمزور ہو تو آخرت کا تصور محض ایک امکان بن کر رہ جاتا ہے۔ حالانکہ تجزیہ کیا جائے تو آخرت اور دنیا کے درمیان اس کے برعکس تعلق ہے۔ آخرت کا شعوری موازنہ ہوتا ہے، نہ آخرت بچپن سے ہمارے ساتھ ہوتی ہے، چنانچہ دنیا ہمارے لئے حقیقی ہوتی ہے اور آخرت محض ایک تصور۔

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

احوال برزخ

موت اور قبر کی منزل

ادارہ

حضرت براء بن عازبؓ کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جاں کنی کے وقت فرشتے آجاتے ہیں، اگر وہ شخص نیک اور صالح ہے تو رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور روح قبض کرنے سے پہلے اس کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور روح بڑی آسانی اور سکون کے ساتھ پرواز کر جاتی ہے اور ملأ اعلیٰ میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت سے بہرہ ور ہوتی ہے اور اگر مرنے والا شخص کافر یا منافق ہے تو جاں کنی کے وقت وہ طرح طرح کے عذاب اور ذلت و رسوائی کی چیزیں دیکھتا ہے، روح نکلنے کے وقت بھی اور آسمان کی طرف پرواز کرنے کے وقت بھی، حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث درج ذیل ہے:

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے۔ جب قبر کے پاس پہنچے تو لحد نہیں تیار ہوئی تھی، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے آپ ﷺ کے ساتھ ہم لوگ بھی اس خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہو، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس سے آپ (سر جھکائے) زمین کرید رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: عذاب قبر سے پناہ چاہو، یہ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا: مومن بندہ جب دنیا چھوڑ رہا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہو رہا ہوتا ہے تو آسمان سے اس کے پاس فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح دمک رہے ہوتے ہیں، ان کے ساتھ جنت کا کفن اور خوشبو (حنوط) ہوتی ہے، وہ فرشتے اتنی بڑی تعداد میں ہوتے ہیں کہ تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں پھر موت کا فرشتہ آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خوش نصیب! تو اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف پرواز کر جا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد روح اس طرح (دھیرے دھیرے سہولت کے ساتھ) نکلنے لگتی ہے جس طرح مشکیزہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے اور پھر موت کا فرشتہ اس کو لے لیتا ہے، جب وہ لے لیتا ہے تو دوسرے فرشتے (جو پہلے سے حاضر تھے) پلک جھپکتے میں اس کو لے لیتے ہیں اور اس کفن اور خوشبو میں اس کو لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے ایسی عمدہ خوشبو آتی ہے جو دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ مشک میں ہو سکتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ فرشتے اس پاک روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں، جب بھی وہ فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ سوال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی پاک روح ہے تو وہ فرشتے اس کا سب سے اچھا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہیں، اسی طرح وہ آسمان دنیا تک پہنچ جائیں گے اور اس کے لئے دروازہ کھلوائیں گے۔ اس کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا، ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس جنازہ کی اپنے آسمان کے بعد والے آسمان کی حد تک مشایعت کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کو ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کا نام علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف واپس کردو، ہم نے ان کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر اسی میں ان کو لوٹائیں گے اور پھر دوبارہ اسی مٹی سے ان کو نکالیں گے۔

فرمایا: اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے اور فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھا لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ بندہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ دونوں پوچھتے ہیں: جو شخص تمہاری طرف مبعوث فرمایا گیا وہ کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر وہ دونوں فرشتے پوچھتے ہیں: تمہارا علم کیسا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی۔ پھر آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ: میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت کا فرش لگا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور جنت کے رخ پر اس کیلئے ایک دروازہ کھول دو اس سے جنت کی خوشبو اور مہک آئے گی اور قبر کو تا حد نظر چوڑا کر دیا جائے گا اور ایک خوبرو، خوش پوشاک اور معطر شخص اس کے پاس آئے گا اور کہے گا، ایسی چیز کی خوشخبری سنو جس سے تم کو شادمانی ہوگی، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ بندہ اس خوشخبری سنانے والے سے پوچھے گا: تم کون ہو؟ تمہاری شکل پیام خیر لانے والے کی طرح ہے تو وہ کہے گا کہ: میں تمہارا عمل ہوں۔ پھر وہ نیک بندہ کہے گا اے اللہ! اب تو قیامت لے آ تا کہ میں اپنے اہل و عیال اور مال و دولت میں جاؤں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو آسمان سے کالے فرشتے نازل ہوتے ہیں، وہ اپنے ساتھ موٹے کھدر کے کپڑے لئے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں پھر موت کا فرشتہ آتا ہے اور اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خبیث نفس! تو اللہ کی ناراضگی اور غضب کی طرف چل، پھر وہ اس کے جسم میں داخل ہو جائے گا اور روح کو اس طرح کھینچے گا جس طرح بھیگے ہوئے اون کانٹے دار لوہے سے کھینچا جاتا ہے۔ جب وہ روح کو (اس درد و کرب کے ساتھ) نکال لے گا تو یہ روح پلک جھپکنے تک بھی اسکے ہاتھ میں نہ رہنے پائے گی کہ بیٹھے ہوئے فرشتے اس کو لے کر اپنے موٹے کپڑوں میں لپیٹ لیں گے اور اس سے انتہائی درجہ کی بدبو نکلے گی، وہ اس کو لے کر اوپر چڑھیں گے اور جب بھی فرشتوں کی کسی جماعت پر سے گزر ہوگا تو فرشتے کہیں گے: یہ کیسی خبیث روح ہے، لے جانے والے فرشتے کہیں گے: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ اس کا دنیا کا سب سے برا نام بتائیں گے حتیٰ کہ آسمان دنیا پر پہنچ جائیں گے، دروازہ کھلوایا جائے گا تو نہیں کھلے گا، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ﴾ (ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے) اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اس کو سب سے نچلی زمین کے تنگ حصہ میں ڈال دو اور اس کی روح اٹھا کر پھینک دی جائے گی، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ (جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا پٹکا) اس کے بعد اس کی روح جسم میں واپس کر دی جائے گی اور فرشتے آکر اس کو بٹھا دیں گے اور پوچھیں گے: تمہارا خدا کون ہے؟ وہ ہائے وہو مچاتا ہوا کہے گا: مجھے معلوم نہیں۔ پھر وہ دونوں فرشتے پوچھیں گے تمہارا دین کیا ہے؟ وہ گھبرایا ہوا بولے گا: میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ فرشتے پوچھیں گے اس آدمی (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے جو تم میں مبعوث ہوا؟ وہ جواب دے گا: افسوس! میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ: میرے بندے نے مجھے جھٹلایا، اس کے لئے آگ کا فرش لگا دو اور جہنم کے رخ پر ایک دروازہ کھول دو، دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کو جہنم کی گرمی اور لپٹ لگتی رہے گی اور قبر اس پر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی، پھر ایک بہت بدصورت گندے کپڑے پہنا ہوا بدبودار شخص آئے گا اور کہے گا: ایسی بات کی خوشخبری سنو جس سے تمہارا دل دکھے گا، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ پوچھے گا: تم کون ہو؟ جواب ملے گا: میں تمہارا برا عمل ہوں تو وہ (عذاب اور حساب کتاب کی ہیبت ناکی کے تصور سے) کہے گا: اے اللہ تو قیامت نہ لا!۔

اس روایت کو ائمہ کی ایک بڑی تعداد نے روایت کیا ہے، اس کو قبول کیا ہے، اور عذاب قبر اور قبر کے آرام اور راحت اور روح کے قبض ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھنے پھر قبر میں واپس آنے اور اس میں منکر نکیر کے سوال و جواب کے سلسلہ میں پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔

جیسا کہ اس موضوع پر وارد ہونے والی دوسری صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک بندہ پر جب جاں کنی کا عالم طاری ہوتا ہے تو رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور روح قبض کرنے سے پہلے اس کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اس کے بعد روح بڑی آسانی کے ساتھ پرواز کر جاتی ہے اور ملأ اعلیٰ میں پہنچ کر اللہ کی رضا اور قبولیت حاصل کرتی اور پھر قبر میں اپنے جسم میں واپس آجاتی ہے، منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں اور وہ اچھا جواب دیتی ہے، اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے اس کو جنت کی مہک و خوشبو آتی ہے اور اس کی روح قیامت تک علیین میں رہتی ہے۔

اور جب کافر کی جاں کنی کا عالم ہوتا ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں اور اسے جہنم میں اپنا ٹھکانا نظر آتا ہے، اس کی روح آسمان کی طرف جاتی ہے تو آسمان کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور وہ خدا کی لعنت، ناراضگی اور غیض و غضب کے ساتھ اپنے جسم میں واپس آجاتی ہے۔ پھر اس سے دو نہایت بدصورت و کریہ المنظر فرشتے جو نہ آدمیوں کی شکل کے ہوں گے نہ جانوروں کی بلکہ انوکھے طرح کے ہوں گے دیکھنے والے کو ان سے وحشت ہوگی، ان کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ مومن کی عزت بڑھے اور برزخ میں منافقوں کو دوبارہ اٹھائے جانے تک ان کے ذریعہ رسوا کیا جاتا رہے، یہ دونوں فرشتے اس سے سوال کریں گے تو وہ کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر وہ اس کو طرح طرح کے عذاب دیں گے کہ جس کے ہول سے بچہ بوڑھا ہو جائے گا، قبر اس پر تنگ کر دی جائے گی، آگ کا فرش لگا دیا جائے گا اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور قیامت تک اس کی روح بے چین (جہنم میں) رہے گی۔

☆☆☆☆☆

اصلاح حال

ارباب سلطنت وحکومت کے نام

تحریر: قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ
ترجمانی: محمد فرمان ندوی

یہ ایک علمی و اصلاحی مکتوب ہے، جسے قاضی القضاۃ حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفۂ ہارون رشید (جس کی حکومت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ اس نے بادل کو مخاطب کر کے کہا تھا: ''تو جہاں چاہے برسے، تیری پیداوار کا خراج ہمارے ہی پاس آئے گا'' کے نام ارسال فرمایا تھا، اس میں انہوں نے رعایا پر ظلم سے گریز کرنے اور ہمہ وقت ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی تلقین کی گئی، یہ مکتوب دنیا کی عدالتوں کے جج حضرات اور والیان حکومت کے لئے ایک انمول تحفہ ہے، ذیل میں اسی کا ترجمہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے آپ کو ایک ایسے بڑے معاملہ کا ذمہ دار بنایا، جس کے بحسن و خوبی انجام دینے پر بے پایاں ثواب اور اس میں کوتاہی کرنے پر اس نے عبرتناک سزا تجویز کر رکھا ہے، آپ خلیفۂ وقت ہیں، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے روز و شب ایسے لوگوں کی خصوصی رعایت میں گذر رہے ہیں، جو آپ کے ماتحت ہیں اور آپ ان کے محافظ ہیں اور ان کی ضروریات کی کفالت کرنے والے ہیں، یاد رکھئے کہ جو عمارت خوف خدا اور خشیت الٰہی کی بنیاد پر قائم نہیں ہوگی وہ بحکم الٰہی منہدم ہو جائیگی اور بنانے والے کے لئے وبال جان ہوگی۔

اے امیر المؤمنین! رعایا کے جن معاملات کے آپ ذمہ دار ہیں ان کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیجئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد انہیں کے ساتھ مربوط ہے۔ امیر المؤمنین! آج کے کام کو کل پر مت ٹالئے، اگر ایسا کریں گے تو وقت کا ضیاع ہوگا اور نتیجہ بے اثر ہوگا۔ یاد رکھئے کہ موت امیدوں پر پانی پھیرنے والی ہے، خوب اعمال صالحہ کیجئے کیونکہ موت کے بعد کوئی عمل مقبول نہیں، سارے انسان اللہ کے حضور حاضر ہونے والے ہیں تو آپ حکومت کے معاملات میں ایک پل کے لئے بھی حق سے غفلت نہ برتئے کیونکہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اچھے نگہبان وہ ہیں جن کے عوام ان کے حسن انتظام سے خوش حال ہوں، غلط طریقۂ کار نہ اپنایئے ورنہ آپ کی رعایا بھی غلط راستہ پر چلے گی، خواہشات کی اتباع بالکل نہ کیجئے اور غصہ کو پی جایئے، جب آپ کے سامنے دنیا و آخرت دونوں ہوں تو آپ آخرت کے معاملہ کو دنیا پر ترجیح دیجئے، کیونکہ آخرت باقی اور پائیدار رہنے والی ہے اور دنیا فانی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہر وقت ملحوظ خاطر رکھئے اور حکم الٰہی کے نفاذ کے سلسلے میں کوئی بھید بھاؤ نہ رکھئے اور ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کیجئے اس سے بہت دور رہئے کیونکہ خلوص کا تعلق دل سے ہوتا ہے نہ کہ زبان سے، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیجئے، کیونکہ تقویٰ بچنے کا نام ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، وہ ہر طرح کے شر و رفتن سے محفوظ رہتا ہے، ناگاہ پیش آنے والی موت کے لئے تیار رہئے، آخرت کا راستہ ہموار کرنے کے لئے عمل کیجئے، شراب طہور کی امید میں خون دیدہ اور خون جگر بہایئے، حشر کے میدان کو پیش نظر رکھئے، کیونکہ وہ ایسا خوفناک دن ہوگا جس میں لوگ ہوش و حواس کھو بیٹھیں گے، دلیلیں بیکار ثابت ہوں گی، شہنشاہ و جہاں کا ظہور ہوگا، ساری مخلوق خوف کے عالم میں کھڑی ان کے فیصلہ کے انتظار میں ہوگی، اور ان کی سزا سے لرزاں و ترساں ہوگی، ایسا محسوس ہوگا کہ سزا کا نفاذ ابھی ہونے والا ہے، تو ہائے حسرت و افسوس! اس دن ہر ایسے شخص کے لئے جس کو شریعت کی ان باتوں کا علم تھا، لیکن وہ عمل سے کورا رہا، حشر کا دن ایسا پر ہول و پر خطر ہوگا کہ لوگوں کے پاؤں ڈگمگا جائیں گے، چہرے اترے ہوئے ہوں گے، سارے سہارے ٹوٹ چکے ہوں گے اور حساب و کتاب کی سختی کو جھیل رہے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''حشر کا ایک دن دنیا کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا'' ایک جگہ ارشاد ہے: یہ اچھے اور برے کے درمیان فیصلہ کا دن ہے، جس میں ہم تم کو اور تم سے پیش رووں کو جمع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حشر کا دن ان کے جمع ہونے کا دن ہے، ایک

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ حشر کے دن جب وہ نبیوں کے بتائے ہوئے منظر کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ دنیا میں ہم تو صرف چند ہی لمحے ٹھہرے، سورہ ''والنازعات'' میں ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ہم ایک شام یا ایک صبح کے وقت دنیا میں رہے۔ ہائے افسوس ان گناہوں پر جن کا ازالہ نہ ہوسکا اور ہائے ندامت و پشیمانی دن ورات کی گردش جاری رہی، نئی چیزوں پر پرانے اثرات مرتب ہوتے رہے اور زندگی برف کی طرح پگھلتی رہی، دنیا کا ظاہری جلال و جمال کچھ بھی کام نہ آیا، حشر کے دن اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ دیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں۔

اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کو ہر لمحہ پیش نظر رکھئے، کیونکہ انسانوں کی عمر بہت محدود ہے، معاملہ سنگین ہے، دنیا اور دنیا کے باشندے فنا ہونے والے ہیں اور آخرت ہی اصل جائے قرار ہے، اندیشہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملیں کہ آپ ظالموں کی فہرست میں ہوں، اللہ رب العزت یوم جزاء کے مالک ہیں، وہ بندوں کو ان کے اعمال کا عدل وانصاف کے ساتھ بدلہ دیتے ہیں، اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتے، اللہ نے آپ کو میرے ذریعہ آگاہ کیا ہے تو ہوشیار رہئے، آپ یوں ہی بلا مقصد پیدا نہیں ہوئے ہیں اور بے سود نہیں چھوڑے جائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ سے آپ کے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ذرا غور کر لیجئے کہ کیا جواب ہوگا، یاد رکھئے کہ قیامت کے دن انسان کے قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے اس وقت تک ٹل نہ سکیں گے جب تک ان سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: (۱) علم پر کتنا عمل کیا (۲) عمر کہاں صرف کی (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا (۴) جسم کو کن کاموں میں لگایا، اے امیر المؤمنین! ان سوالوں کے جوابات تیار کر لیجئے، کیونکہ جو بھی رضائے الٰہی کے لئے آپ عمل کریں گے وہ نامۂ اعمال میں محفوظ ہوگا اور کل میدان حشر میں آپ کو سنایا جائے گا، یاد رکھئے کہ کہیں آپ علانیہ طور پر پشیمان نہ ہوں۔

اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے جن معاملات کا آپ کو ذمہ دار بنایا ہے ان کی صحیح طور پر انجام دہی کے سلسلہ میں میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں اور اس معاملہ میں اللہ ہی سے مدد مانگئے، اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو راہ حق آپ کے لئے مشکل ہو جائے گی، آپ کی بصیرت جاتی رہے گی، سارے وسائل دغا دے دیں گے، اور دنیا آپ کے لئے تنگ ہو جائے گی، لہٰذا آپ نفس امارہ سے اپنے آپ کو بچائیے، کیونکہ مویشیوں کو ضائع کرنے والا چرواہا ضائع کئے ہوئے حصہ کا ضامن ہوتا ہے، اس طور پر کہ اگر وہ چاہتا تو ہلاکت کی جگہوں سے ان کو بچا لیتا اور تحفظ کے مقامات تک ان کو پہنچا دیتا۔ ہوشیار رہئے کہ آپ کی رعایا برباد ہو، پھر اللہ تعالیٰ آپ سے قیامت کے دن ان کے بارے میں سوال کریں، بالآخر آپ کے سارے اعمال ان کی وجہ سے بیکار کر دیئے جائیں، عمارت کو منہدم ہونے سے پہلے مضبوط کرنا بہت ضروری ہے، رعایا کے جن کاموں کو آپ نے پورا کیا وہ آپ کے لئے ذریعہ نجات ہوں گے، اور جن معاملات سے اعراض کیا وہ آپ کے لئے وبال جان ہونگے، لہٰذا آپ پورے نظم ونسق کے ساتھ خلافت کے نظام کو سنبھالئے اور رعایا کے معاملات سے غافل نہ رہئے، اسی کے ساتھ ساتھ اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور رکھئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجئے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے والیان حکومت کو اپنی زمین کا خلیفہ بنایا ہے اور ان کو ایسا نور عطا کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ عوام کے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھا سکتے ہیں، والیان حکومت کا نور کو پھیلانا دراصل حدود وقصاص کو نافذ کرنے، حق والوں کو حق دلانے، سنتوں کو زندہ کرنے سے عبارت ہے، سنتوں کو زندہ کرنا دائمی خیر کا سرچشمہ ہے اور حاکم کا ظلم کرنا رعایا کی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے اور اس کا احمقوں کو مشیر کار بنانا عوام کے لئے نقصان وضرر کا باعث ہے۔

اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کیجئے اور شکریہ ادا کر کے مزید کے طالب رہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اگر تم شکر ادا کروگے میں تمہیں خوب نوازوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو یاد رکھو میری سزا سخت ہے''، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل اصلاح ودعوت ہے اور ناپسندیدہ شئے فتنہ وفساد ہے، برائیوں کا مرتکب ہونا نعمتوں کی ناشکری ہے، جب بھی کسی قوم نے نعمتوں کی ناشکری کی اور اس نے توبہ واستغفار نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان نعمتوں سے محروم کر دیا اور ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا۔

اے امیر المؤمنین! میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر فضل وکرم نازل فرمائیں اور اپنی صیانت وحفاظت میں لے کر مزید توفیق سے نوازیں، کیونکہ وہی کارساز ہیں اور وہی بے سہاروں کا سہارا ہیں۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

روداد سفر

بغیر تعلیم کے آدمی مزدور اور خادم کی حیثیت سے رہے گا

مخدوم وبزرگ نہیں بن سکتا

ٹمکور کے سفر میں ایک جلسہ سے حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا فکر انگیز خطاب

محمود حسن حسنی ندوی

ٹمکور کا سفر

۱۰ مئی کو بنگلور سے ٹمکور کے لیے حضرت مولانا مدظلہ اپنے میزبان سید محمد بیری صاحب چیئرمین اقراء عربک اسکول منگلور کے گھر سے عصر بعد روانہ ہوئے تو بنگلور میں ہی مودی مسجد کے سامنے پولس کمشنر یو.نثار احمد صاحب کے مکان پر کچھ دیر ٹھہرے اور مودی مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء کا افسران سے خطاب

بنگلور پولس کمشنر یو.نثار احمد صاحب (آئی، پی، ایس) کے مکان پر اور بھی کچھ افسران جمع ہوگئے تھے، حضرت مولانا مدظلہ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلمان کا مسلمان سے ملنا بڑا کار ثواب ہے، اسلام کی نسبت سے ملاقات چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔ اسلئے اس کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ بیوی کے منہ میں لقمہ دینا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اس میں بھی ثواب ہے، اولاد کے حقوق ادا کرنے کی تاکید ہے اس لئے اس میں بھی ثواب ہے۔ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عہدے دیئے ہیں، آپ خاصے کام کر سکتے ہیں اور لوگوں کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں، یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اللہ تعالیٰ نے اسلام میں کامیابی حاصل کرنے کے اتنے طریقے رکھ دیئے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا آسان ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات رکھی ہے کہ مسلمان مسلمان سے مل کر انشراح محسوس کرتا ہے، آپ لوگ جو کام کر رہے ہیں اس کے ذریعہ اپنے دنیاوی فائدہ والے کام دین کے کام کے بنا سکتے ہیں، دنیا کے معاملے کے ساتھ آخرت کا ثواب واجر حاصل کر سکتے ہیں، ہمارے لئے اجر حاصل کرنے کا بڑا موقع ہے، کسی کے ساتھ خوش دلی کے ساتھ پیش آنے پر بھی اللہ تعالیٰ نے اجر رکھا ہے اور یہ کہ مسلمان سے صرف مسلمان کو نہیں غیر مسلموں کو بھی فائدہ پہونچے اور غیر مسلموں کو بھی عافیت وسلامتی ملے''۔

ٹمکور میں ایک رات ایک دن قیام رہا اور یہ قیام مولانا خالد بیگ ندوی کے مکان پر رہا، پروگرام ان کے قائم کردہ اسکول میں مختصر اً دو گھنٹہ کا بدھ کو گیارہ بجے دن کے بعد ہوا۔

دار الأرقم ٹمکور میں

مولانا خالد بیگ ندوی کے قائم کردہ مرکز دار الارقم ٹمکور میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ ناظم ندوۃ العلماء اور جناب مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے خطاب فرمایا اور اسکول کے نصاب اور نظام تعلیم وتربیت کا باریکی سے جائزہ لیا۔ اس اسکول کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں سے پڑھ کر جہاں ایک بچہ بڑا ہو کر دنیوی اعتبار سے کامیاب زندگی گزارنے کے لائق بن سکتا ہے وہیں دوسری طرف ایک سچا مسلمان بنتا ہے اور دین کی ضروری معلومات سے آگاہ ہوتا ہے، یہاں تمام تر مضامین حساب، سائنس، جغرافیہ، سوشل تعلیم سب اس طرح دی جاتی ہیں کہ بچوں کو ان علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی معلومات بھی حاصل ہو جائیں۔

جناب معتمد تعلیم صاحب ندوۃ العلماء کا خطاب

مولانا خالد بیگ ندوی کے پر درد تمہیدی بیان واستقبال کے بعد معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے اپنا تاثر بیان کیا اور فرمایا کہ:

''یہ بڑا المیہ ہے کہ اس نبی کی امت جس کی تعلیم کا آغاز علم وقرأت اور قلم سے کیا گیا ہے: ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق ..... الخ﴾ اس کی امت کے افراد علم سے اتنا دور ہو جائیں کہ وہ اپنے نبی کو اور اپنے خالق ومالک کو بھی نہ پہچانیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ علم سے گہرا تعلق رکھا، اور اس میں وہ ترقی حاصل کی کہ دنیا کی دوسری قومیں اس کی خوشہ چیں بنی ہوئی تھیں، قرآن نے ترغیب دی تدبر، تفکر اور تعلیم کی، اسلام کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوئی، جب مسجد نبوی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی تو وہیں صفہ کا مدرسہ بھی قائم فرمایا اور مسلمانوں نے بعد میں اس اسوہ کو اختیار کیا، وہ جب ملک فتح کرتے تو مسجد بناتے اور ساتھ میں مدرسہ قائم کرتے، اسلام کے دشمنوں نے یہ افواہ پھیلائی کہ اسلام تلوار سے پھیلا، حقیقت یہ ہے کہ

اسلام علم اور اخلاق سے پھیلا ہے، افسوس کہ آج تعلیم کے عالمی جائزہ میں مسلمانوں کی ناخواندگی کا تناسب دوسری قوموں کے مقابلے زیادہ بتایا جارہا ہے، اس کے کچھ سیاسی اسباب بھی ہیں کہ اور مسلمانوں کو علم حاصل کرنے سے روکنے کی کوششیں بھی کی گئیں اور پھر مسلمانوں کو اور ان کے مذہب اسلام کو بدنام کیا گیا، جبکہ تاریخ سے صحیح حقائق معلوم ہوتے ہیں، مسلمانوں ہی کی وجہ سے یورپ کے مدفون خزانے قابل ترویج واشاعت بنے، ہارون رشید اور بعد میں مامون نے ترجمے اور تحقیق کے مراکز قائم کئے، ایک بار خلیفہ ہارون رشید نے اپنے صاحبزادوں کے استاد محترم سے پوچھا کہ سب سے عزت والا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے کون ہوسکتا ہے؟ خلیفہ نے کہا: نہیں، سب سے زیادہ عزت والا شخص وہ ہے جس کے جوتے خلیفہ کے لخت جگر یعنی اس کے بیٹے اٹھاتے ہیں۔ خلیفہ کے صاحبزادے مامون رشید اور امین رشید اپنے استادوں کا اسی درجہ احترام کرتے تھے۔ مسلمانوں نے اپنے عہد میں عظیم کتب خانے قائم کئے اور اس علم کی آبیاری کی جبکہ پورا یورپ ظلمت میں تھا اور علم پر پابندی تھی۔

مولانا نے اس پر افسوس ظاہر کیا کہ جو قومیں علم سے کوسوں دور تھیں اور علم میں وہ مسلمانوں کی محتاج تھیں، انہوں نے مسلمانوں سے علم حاصل کرکے اور ان کی علمی خدمات اور علمی کارناموں سے فائدہ اٹھا کر ترقی کی، وہ مسلمانوں پر جہالت کا الزام لگارہی ہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے مذہبی علوم میں بھی انہوں نے محنت کی اور اس میں بھی شہرت حاصل کی۔ ادھر مسلمان قلم سے دور ہوتے چلے گئے؛ لیکن دوسرا خوش آئندہ پہلو یہ ہے کہ اب مسلمان اس کی طرف توجہ کررہے ہیں اور یہ سب کوششیں اس کا پیش خیمہ ہیں۔"

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء کا خطاب

اس کے بعد صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ:

"آپ لوگوں نے محسوس کیا ہوگا کہ جس مقدس ہستی کی وجہ سے دنیا کا نظام چل رہا ہے اور ہمارا آپ کا سب کا وجود اس کی وجہ سے ہے اس ہستی کو نہ جانا جائے؟! یہ کس قدر خطرناک بات ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ آدمی جب گرتا ہے تو جانور سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔ دنیا کا حال اس قدر خراب تھا کہ قبیلہ قبیلہ سے، خاندان سے خاندان معمولی معمولی بات پر لڑ رہا تھا کہ بات ہماری اونچی رہے، طاقتور کمزور کو مار گراتا اور اس کی تکلیف سے اپنی خوشی مناتا، رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے انسان کو اس پستی سے اٹھایا اور بتایا کہ تم انسان ہو جانور نہ بنو، جینے کا طریقہ سکھایا، رہنے کا سلیقہ بتایا، علم دیا تاکہ معلومات حاصل کرے اور دوسروں کے تجربے سے واقف ہو اور طریقہ اختیار کرے، علم سے بھی کام لے، عقل سے بھی اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سب سے اشرف واعلیٰ مخلوق بنایا اور مخلوقات میں سب سے اونچا مرتبہ عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اونچا مرتبہ دیا اور وہ اس کی قدر نہ کرے، اپنے کو پست کردے اور جانوروں کا طور طریقہ اختیار کرے یہ کتنی حماقت اور بے عقلی کی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے علم کو بڑی اہمیت دی؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے نام اور نسبت سے اس کو اختیار کرنے اور کام میں لانے کو کہا، بہتر راستہ بنانے کے لیے مربی ومعلم (استاد) کی ضرورت پڑتی ہے جیسے تاجر بننے کے لیے پہلے تاجر کے پاس بیٹھنا پڑتا ہے، صنعت کاری کے لئے پہلے صنعت کار کے پاس وقت گزارنا پڑتا ہے۔ اس لیے استاد کی رہنمائی میں جو علم حاصل ہوتا ہے اس علم کی قیمت زیادہ ہے اور استاذ الاساتذہ سیدنا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کی احادیث وارشادات کو دیکھئے کون سا پہلو ہے جو نہ ہو۔ ایک تو علم وہ ہے جو انسان کے پاس نہیں تھا، وہ علم دیا اور ایک علم وہ ہے جو زمین میں تھا اور اس سے انسان گذر رہا تھا؛ لیکن اس کو سمجھ نہیں پارہا تھا وہ علم بھی دیا، اس طرح دین وآخرت کے علم کے ساتھ دنیا کا علم بھی دیا اور اس علم سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں ان کے صحیح استعمال کو بھی بتایا۔

یورپ کا نظریہ علم کے سلسلہ میں صرف اتنا ہے کہ بطن (پیٹ) کو، بدن (جسم) کو فائدہ پہونچے اور وہ بھی اپنے پیٹ اور بدن کو، دوسرے کے نہیں، اسلام نے روح کے فائدہ اور دوسرے انسانوں کے فائدہ کی طرف توجہ دلائی کہ جو اپنی ضروریات پوری نہیں کرپارہے ہیں ان کی ضروریات کی تکمیل میں مددگار ہوتا ہے۔ اسلام کا مقصد یہ نہیں کہ ہم صرف اپنی راحت وآرام اور اپنی دنیاوی ترقی کو اختیار کریں، انسانیت صرف اپنے کھانے پینے اور آرام کا نام نہیں ہے۔ انسانیت وآدمیت صورت وشکل کو نہیں کہتے، اعلیٰ اخلاق وکردار کو کہتے ہیں، علم حاصل کرنا ہے اعلیٰ انسان بننے کے لئے، یہ نہیں کہ جانور کی طرح بے لباس اور جانور کی طرح کسی کا خیال نہ کرنے والا اور جس کا مال ہو اس کو اپنا مال سمجھ کر اپنی خواہش پوری کرنے والا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور آپ کے ارشادات اور سیرت کی روشنی

میں حصول علم کا صحیح مقصد ہمیں معلوم ہوگا۔

ہم مسلمان کہلائے جانے کے مستحق ہوں گے اس وقت جب ہم دونوں علم حاصل کریں گے کہ وہ علم ہم کو دنیا میں صحیح زندگی گزارنے اور دوسروں کے کام آنے کا فائدہ دے اور آخرت کا بھی فائدہ دے، علم کے بغیر نہ دنیاوی بڑائی حاصل ہوئی اور نہ آخرت کی بڑائی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ عمل کے لئے پہلے علم کی ضرورت پڑتی ہے، جتنا علم ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جاسکے گا۔ بغیر تعلیم کے آدمی مزدور اور خادم کی حیثیت سے رہے گا، مخدوم وبزرگ نہیں بن سکتا، خود کچھ نہیں کرسکتے جو دوسرا کہے گا اسی کے مطابق چلنا ہوگا، مسلمان ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری صرف دنیوی معاملات تک محدود نہیں، آخرت بہتر بنانے کی بھی ہے، اپنی اور دوسروں کی فکر کرنی ہے، اس لیے امت اسلامیہ کی ذمہ داری دوہری ہے، دوسری قومیں صرف دنیا دیکھتی ہیں اور اس میں بھی خود غرضی کے نظریہ نے ان کو بہت زیادہ اخلاقی پستی میں گرادیا ہے۔ اگر ہم صرف وہ ترقی حاصل کریں جس میں ہمارے پیٹ کا فائدہ ہو، وہ ترقی نہیں، بہت نقصان دہ چیز ہے۔

مسلمانوں نے برسوں دنیا پر ایسی حکومت کی ہے جو دنیا میں کوئی حکومت نہیں کرسکتی ہے اور مسلمان قوم دنیا کی چوٹی کی قوم رہی ہے اور یہ علم ودین کے اجتماع سے تھا، دوسری قوموں کے افراد نے ان مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں آکر مسلمانوں سے علم کا فائدہ اٹھایا اور وہ یہ دولت دنیاوی حیثیت اچھی کرنے کے لئے لے کر چلے گئے، دین کی چھوڑ دی، اس طرح علم تو انہوں نے لے لیا؛ لیکن اس کا استعمال صحیح نہیں کرسکے۔

نرا علم کسی کام کا نہیں ہوتا، وہ اسی وقت کام کا ہے جب وہ دوسروں کو فائدہ پہونچائے اور اس میں اپنا کمال نہ سمجھا جائے بلکہ اس حقیقت پر نظر رہے کہ اللہ رب العالمین نے ہم کو دیا ہے، اس کا شکر ادا کیا جائے، شکر نہ ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، ابھی جاپان میں سونامی اور زلزلے نے جو شدید نقصان پہونچایا، اس کا ظاہری سبب یہی نظر آتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کو اپنا کمال سمجھ لیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھنے سے محروم تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کررہے تھے، علم ہو یا مال، حکومت ہو یا اقتدار یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے ملتا ہے، اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کو بھولنے سے علم فائدہ نہیں پہونچاتا اور یہ علم اس مقام پر نہیں پہونچاتا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور وہ نعمتیں ملیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، بس مادی نفع تو مل سکتا ہے؛ لیکن روحانی نفع اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ثواب حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا کے خطاب کے بعد مولانا خالد بیگ ندوی نے شکریہ کے کلمات ادا کئے پھر حضرت صدر محترم نے دعا فرمائی۔

ٹمکور سے واپسی

ٹمکور سے واپسی میں مدرسہ فاطمہ مسجد حسین بنگلور مغرب کی نماز کے لئے رکے۔ پچاس بچے یہاں زیر تعلیم ہیں، حفظ وناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ٹمکور میں ہی بنگلور کے راستہ مدرسہ انس بن مالکؓ کے سامنے چند لمحات کے لئے ٹھہرے اور دعا کرائی، بچے یہیں آگئے تھے، سو (۱۰۰) سے زائد بچے یہاں زیر تعلیم ہیں، بعض اداروں کے لوگ چاہتے تھے وہاں بھی حضرت کے قدم پہونچ جائیں؛ لیکن ہر جگہ جانا ممکن نہ تھا، حاجی عبدالجبار صاحب کے مکان پر کچھ دیر کے لئے رکتے ہوئے حضرت اپنی قیام گاہ 'مسکن' واپس ہوئے۔

بنگلور سے وجے واڑہ ہوتے ہوئے لکھنؤ واپسی ہونی تھی؛ لیکن پھر جھانسی کے راستے نظام بنا اور بندیل کھنڈ کے بعض مقامات سے گذرتا ہوا یہ قافلہ لکھنؤ پہونچا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ ۲۲ کا.....

دنیا اور آخرت کے تعلق کی ایک صورت یہ ہے کہ دنیا ہمیں "نقد" محسوس ہوتی ہے اور آخرت "ادھار" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں جو کچھ کرتے ہیں اس کا صلہ فوراً مل جاتا ہے؛ لیکن آخرت ایک ایسی چیز ہے جو اس زندگی کے بعد آئے گی۔ یعنی ہمیں آخرت کی زندگی کے لیے بہت صبر اور بہت انتظار کرنا ہوگا۔ تجزیہ کیا جائے تو اس صورتحال کا تعلق انسان کی فطرت میں موجود اس رجحان سے ہے جس کے حوالے سے خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان جلد باز واقع ہوا ہے۔ اس رجحان پر قابو پانا ہی دراصل صبر کرنا ہے، جس کی بے پناہ تلقین کی گئی ہے۔ انسان جتنا صابر ہوتا چلا جاتا ہے آخرت اتنی ہی "نقد" ہوتی چلی جاتی ہے۔

یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ دنیا کا کوئی کام محنت کے بغیر نہیں ہوتا، لیکن دنیا کے لئے محنت کو ہم قبول کرلیتے ہیں، البتہ آخرت کے بارے میں ہمارا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے! آخرت تو از خود ہی واقع ہوجائے گی۔ حالانکہ جس طرح دنیا کمائی جاتی ہے اسی طرح آخرت کو بھی "کمانا" پڑتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے بارے میں ہمارے اس تناظر سے دنیا آخرت پر غلبہ پالیتی ہے۔☆☆☆

اہل خیر حضرات کی خدمت میں

رمضان المبارک میں ندوۃ العلماء کے لیے مالی تعاون حاصل کرنے کی غرض سے جن اساتذہ و محصلین کو جس شہر یا علاقہ میں بھیجا جارہا ہے اس کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے، اہل خیر حضرات سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مفتی) محمد ظہور ندوی

نائب ناظم و ناظر شعبۂ تعمیر و ترقی، ندوۃ العلماء لکھنؤ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	عہدہ	علاقہ
۱	جناب مولانا ابوالبقاء صاحب ندوی	معاون ناظر مالیات	سرپرست ممبئی
۲	جناب قاری فضل الرحمٰن صاحب ندوی	استاذ شعبۂ حفظ	ممبئی
۳	جناب حافظ عبدالواسع صاحب	استاذ شعبۂ حفظ	مالیگاؤں، ممبئی
۴	جناب مولانا عبدالشکور صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	ممبئی
۵	جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو)	ممبئی
۶	جناب مولانا محمد اسلم صاحب مظاہری، مولوی محمد عرفان ندوی	استاذ دارالعلوم، استاذ معہد (مہپت مئو)	مدراس، وجے واڑہ
۷	جناب مولانا قیصر حسین صاحب ندوی، مولوی عبدالوکیل بارہ بنکوی	استاذ دارالعلوم، کارکن اصلاح معاشرہ	سورت، دھولیہ، واپی، بلساڑ
۸	جناب مولوی شفیق صاحب باندوی ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	پٹن، پالن پور واطراف
۹	جناب حافظ محمد عقیل صاحب قاسمی	استاذ شعبۂ حفظ	حیدرآباد
۱۰	جناب حافظ محمد ہاشم صاحب قاسمی	استاذ شعبۂ حفظ	اورنگ آباد، جالنہ، پونہ، احمدنگر
۱۱	جناب مولوی محمد انیس صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	بھٹکل، شموگہ، ٹمکور
۱۲	جناب مولانا رشید احمد صاحب ندوی، مولوی زہیر احسن ندوی	استاذ دارالعلوم، استاذ معہد (سکروری)	بنگلور
۱۳	مولانا محمد مستقیم ندوی، مولوی ساجد علی ندوی، مولوی اکرام الدین صاحب	استاذ دارالعلوم، محرر دارالقضاء، محصل شعبہ	کلکتہ
۱۴	جناب قاری عبداللہ خاں صاحب ندوی، مولوی عبدالسلام ندوی	استاذ دارالعلوم، استاذ معہد (مہپت مئو)	دہلی
۱۵	جناب مولوی محمد اسلم صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	پٹن، جوناڈیسہ، جھابی، پالن پور
۱۶	جناب مولوی مسعود احمد صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	کانپور
۱۷	جناب مولوی شکیل صاحب ندوی	محرر معہد دارالعلوم (سکروری)	الٰہ آباد
۱۸	جناب مولانا شمیم احمد صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	حیدرآباد، نظام آباد

۱۹	جناب مولوی محمد امجد صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	سنبھل، آسنسول، بردوان، بنگال
۲۰	جناب مولانا مشہود السلام صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	پٹنہ، پھلواری شریف، بہار شریف، مغلسرائے
۲۱	جناب مولوی جواد الحسن صاحب ندوی	استاذ مکتب	بیگوسرائے، بھاگلپور، کھگڑیا، مظفرپور وغیرہ
۲۲	جناب محمد زبیر اعظمی صاحب ندوی	استاذ مکتب	مالدہ، مرشدآباد (بنگال)
۲۳	جناب بسم اللہ خاں صاحب	ناظر مطبخ معہد (سکروری)	گونڈہ، بہرائچ، بلرامپور، سراوستی نگر
۲۴	جناب مولوی محمد نسیم صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو)	کانپور، سندیلہ، غوث گنج
۲۵	جناب مولوی بشیر الدین صاحب	استاذ مکتب	لکھنؤ (شہر)
۲۶	جناب مولوی محمد امتیاز صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو)	لکھنؤ (شہر)
۲۷	جناب قاری بدرالدین صاحب ندوی	استاذ شعبۂ حفظ	لکھنؤ (شہر)
۲۸	جناب حافظ مبین احمد صاحب	استاذ مکتب	لکھنؤ (شہر)
۲۹	جناب مولوی عبدالمتین صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	امروہہ، مرادآباد
۳۰	جناب مولانا عبدالقدوس صاحب قاسمی	محصل شعبہ	بنارس، بھدوہی، مرزاپور
۳۱	جناب حافظ عبدالمبین خاں صاحب	محصل شعبہ	سیتاپور، کانپور
۳۲	جناب مولوی ساجد علی صاحب ندوی	محصل شعبہ	کرناٹک کے اضلاع
۳۳	جناب مولانا حفظ الرحمٰن احمد صاحب تھانوی	محصل شعبہ	آسام، جھارکھنڈ و بہار
۳۴	جناب مولوی محمد رضوان صاحب قاسمی	محصل شعبہ	احمدآباد، گجرات
۳۵	جناب حافظ امین اصغر صاحب	محصل شعبہ	علی گڑھ، آگرہ، فیروزآباد، سہارنپور، بلند شہر، سکندرآباد
۳۶	جناب مولانا سید عنایت اللہ صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	اندور، اجین
۳۷	جناب مولوی علیم الدین صاحب ندوی	محصل شعبہ	رتناگیری، ستارا، پونہ
۳۸	جناب مولوی مسلم صاحب مظاہری	محصل شعبہ	رامپور، مظفرنگر، میرٹھ، بجنور، نجیب آباد
۳۹	جناب مولوی اشرف علی صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	سیوان، چھپرہ، ویشالی، دربھنگہ، سہرسہ، بستی پور، پٹنہ
۴۰	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ندوی	محصل شعبہ	ناگپور، بھوپال
۴۱	جناب مفتی محمد ظفر عالم صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	پٹنہ واطراف
۴۲	جناب مولوی اسرار الحق صاحب ندوی	استاذ مکتب شہر	لکھنؤ (شہر)
۴۳	جناب مولوی عبدالعزیز صاحب ندوی	محرر کلیۃ اللغۃ العربیۃ	رڑکی، جوالاپور، دہرہ دون
۴۴	جناب مولوی عبدالکبیر صاحب فاروقی	استاذ معہد (مہپت مئو)	کاکوری واطراف لکھنؤ

☆☆☆☆☆☆

MOHD. YASIN MOHD. YAMIN
PERFUMERS
EXPORTERS & IMPORTERS

Tayyab Shamama	طیب شمامہ
Shamama Abid Special	شمامہ عابد اسپیشل
Amber Abid	عنبر عابد
Mushk Amber	مشک عنبر
Attar Hena	عطر حنا
Attar Gulab	عطر گلاب
Attar Keora	عطر کیوڑہ
Attar Motia	عطر موتیا
Attar Zafran	عطر زعفران
Rooh Khus	روح خس
Jannatul Firdaus	جنت الفردوس
Majmua	مجموعہ

Kannauj-209725 (U.P.)
Tel. : 05694-234445, 234725, Fax : 234388
Mobile : 09839208298 (Mohd. Furqan)
E-mail : mymykannauj@yahoo.co.in

ماہ مبارک کی عبادت مبارک مبارک!
روز عید کی مسرت مبارک مبارک!

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER
& DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

R.U. KHAN
MOBILE : 9335916692, 9415001164
E-mail: acelabelworld@rin.com
riyazwise@gmail.com
ACE LABEL WORLD
We help make brands!
Manufacturers Quality Woven Labels, Monograms And Tags
3, VIDHAN SABHA MARG, HAZRAT GANJ, LUCKNOW-01 (U.P.) INDIA

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
کسی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا طریقہ بھیجنے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید دی جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
جوتے والی گلی امین آباد
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow
Mob.: 9956869081-9919089014
Shop No. S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Ph: 0522-4000130 (S) - 4001130

CAFE FIRDOS
کیفے فردوس
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel : 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Mohd Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara
FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

Contact:
Mr. M. Afaq 9819035087
Mr. M. Imran 9415757256
Mr. M. Zeeshan 9044055611
Phone: 0522-3[illegible]
ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullovers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیج بار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

NADWATUL-ULAMA
PO. BOX 93, TAGORE MARG, LUCKNOW
226007 U. P. (INDIA)
Phone : 0522-2741231

ندوۃ العلماء
پوسٹ باکس ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲۲۶۰۰۷ یوپی (ہند)
فون نمبر: ۰۵۲۲-۲۷۴۱۲۳۱

Date _____ باسمہ تعالیٰ تاریخ _____

اہل خیر حضرات سے اپیل

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں اپنی علمی و دینی خدمت میں مصروف ہے، طالبان علوم دین کی کثرت کی وجہ سے دارالعلوم میں طلباء کی رہائش کا بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے سال گزشتہ داخلے محدود کرنے پڑے اور جدید طلباء کی ایک بڑی تعداد مایوس ہوکر واپس ہوگئی، اس صورت حال کو دیکھ کر مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء نے جدید دارالاقامہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بھروسہ پر یہ تعمیر شروع کرادی گئی ہے۔

اس جدید دارالاقامہ میں جو تین منزلہ ہوگی ساٹھ کمرے اور تین ہال ہوں گے تاکہ طلباء کی رہائش کے ساتھ دیگر تعلیمی مصروفیات کی تکمیل ہوسکے۔

اس تعمیر پر مبلغ -/2,35,00000 (دو کروڑ ۳۵ لاکھ) روپئے اور ایک کمرہ پر تقریباً چار لاکھ روپئے کے خرچ کا تخمینہ ہے جو انشاء اللہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوگا، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس اہم ضرورت کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور ندوۃ العلماء کے کارکنوں کا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ طلباء علم دین دلجمعی کے ساتھ حاصل کرسکیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ اس کی مدد سے یہ اہم کام تکمیل کو پہنچے گا،

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

(مولانا مفتی) محمد ظہور ندوی ناظم ندوۃ العلماء
(مولانا) محمد واضح رشید ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء
(پروفیسر) اطہر حسین خالدی معتمد مال ندوۃ العلماء
(مولانا) سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء
(مولانا) محمد حمزہ حسنی ندوی ناظر عام ندوۃ العلماء

نوٹ: چک/ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں: **NADWATUL ULAMA**

A/C NO. 10863759733 (State Bank of India Main Branch, Lucknow.)

اور اس پتہ پر ارسال کریں:

NAZIM NADWATUL ULAMA,
P.O. BOX NO. 93, TAGORE MARG,
LUCKNOW - 226007 (U.P.)

Phone : (91-522) 2741231, 2741316, 2740151, Fax : 2741221
E-mail address : nadwa@sancharnet.in/ website : www.nadwatululam.org.